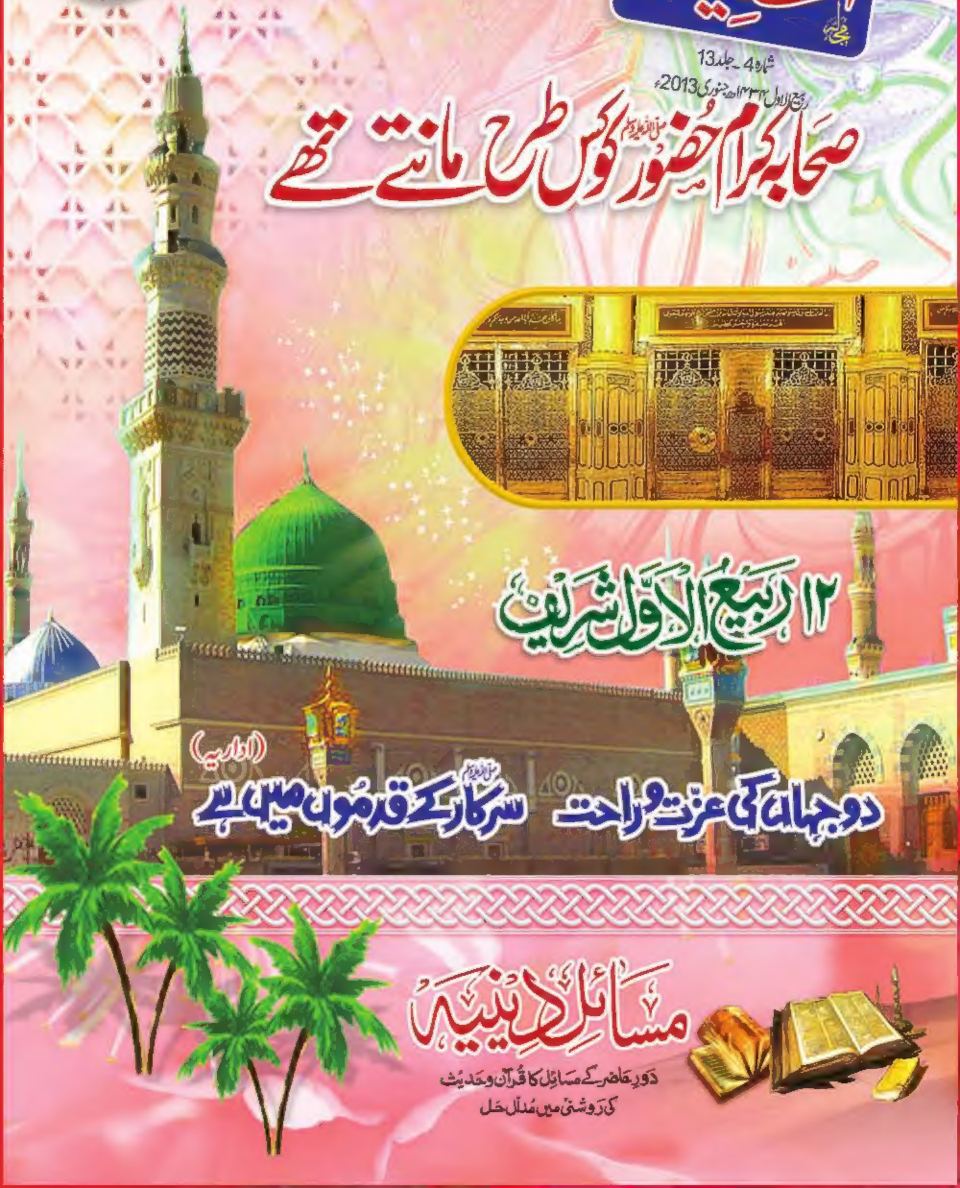
مجلہ ماہنامہ
الحقیقہ
پاکستان

شمارہ 4 - جلد 13

ربیع الاول ۱۴۳۴ھ جنوری 2013ء

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند

صحابہ کرام حضور ﷺ کو کس طرح مانتے تھے



۱۲ ربیع الاول شریف

(اداریہ)

دو جہاں کی عزت و راحت سرکار ﷺ کے قدموں میں ہے

مسائلِ دینیہ

دورِ حاضر کے مسائل کا قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل حل

فہرست

1:	اداریہ	علامہ محمد سعید عامر آسوی	02
2:	صحابہ کرام حضور ﷺ کو کس طرح مانتے تھے	حضور مفکر اسلام علیہ الرحمہ	04
3:	۱۲ ربیع الاول شریف	حضور مفکر اسلام علیہ الرحمہ	09
4:	مسائل دینیہ	علامہ حافظ نصر اللہ آسوی	12
5:	جان و مال کی حفاظت کا روحانی علاج	ام ابراہیم نسرین آسویہ	34
6:	جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند	علامہ حافظ نصر اللہ آسوی	35

نعت شریف

رسول پاک محشر میں شفیع المذنبیں ہوں گے
بھلا اس میں تردد کیا وہ ہوں گے بالیقیں ہوں گے
کریں گے منزل محمود پر جب جلوہ فرمائی
ثنا خواں آپ کے سب انبیاء و مرسلیں ہوں گے
نبی کے ذکر کے دشمن خدا کا فیصلہ سن لیں
رہے گا تا ابد یہ ذکر پر دشمن نہیں ہوں گے
علی پور سے مدینے جائیں گے ہم مرتے دم یعنی
خدا نے چاہا تو آداب سے غافل نہیں ہوں گے
خدا شاہد انہیں پہچاننا مشکل نہیں ہوگا
نبی کے عشق والے حشر میں روشن جبیں ہوں گے
جب اپنے شیخ کو ہم نقش لاثانی سمجھتے ہیں
ہمارے مصطفےٰ پھر آسیؔ کس درجہ حسیں ہوں گے

حضور مفکر اسلام علیہ الرحمہ

﴿نذرانہ عقیدت بحضور مفکر اسلام علیہ الرحمہ﴾

میرے شیخ جی کرم ہو مجھے آفتوں نے گھیرا
شبِ غم میں مبتلا ہوں کرو دور اب اندھیرا
اے کریم میرے دلبر،میرے حال پہ رحم کر
غمِ زندگی سے بڑھ کر ، ہے مصیبتوں کا ڈیرہ
میں بڑا اُلجھ گیا ہوں ، تیرے در پہ آپڑا ہوں
گہنگار پر خطا ہوں ،مجھے آسرا ہے تیرا
مجھے سینے سے لگائیں ، کریں دور سب بلائیں
کوئی مژدہ بھی سنائیں ، چھٹے رات ہو سویرا
یہی عرض بس کروں میں ، تیرا بن کے ہی رہوں میں
تیرے قدموں میں مروں میں ، تیرے بن نہ کوئی میرا
میں غریب بے نوا ہوں ، تجھ سے ہی مانگتا ہوں
تیرا ادنیٰ سا گدا ہوں ، کروں میں کہاں بسیرا
تجھے رب نے دی بڑائی ، بڑی ارفع شان پائی
کروں تیری میں گدائی ، تیرا اُونچا ہو پھریرا
مختارؔ ہے تمھارا ، تیرے در سے ہے گزارا
نہیں اور کوئی چارہ ، رہے جاری فیض تیرا

﴿احمد مختار آسوی﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ

یونس-٦٣

ترجمہ: سُن لو اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ کچھ غم

دو جہاں عزت و راحت......سرکار ﷺ کے قدموں میں

سعید آسوی کے قلم سے

ہماری پیشانی اگر کسی انسان، بت یا پہاڑ کے سامنے سجدہ ریز نہیں ہوتی تو یہ کس کا فضل اور برکت ہے۔ بنی نوع انسان کو توحید کا سبق سکھا کر اس کی پیشانی معبودان باطلہ سے کس نے بچایا۔ یقیناً یہ اعجاز ہے نبی کائنات، صاحب لولاک سید عالم نور مجسم ﷺ کا۔ اقبال کہتے ہیں:

بود انساں در جہاں انسان پرست
بیکس و نابود مند و زیردست

یعنی انسان انسان کا پجاری تھا، یہ بھی توہین انسانیت اور یہ کہ زمین و آسمان کی کسی اور چیز کی پرستش کرتا ہو، یہ اس سے بھی بڑی توہین۔ اس بدترین ظلم اور بدترین توہین سے انسان کو کس نے بچایا۔ صرف اور صرف حبیب خدا، شہنشاہ دوسرا علیہ التحیۃ والثناء نے حضرت اقبال عرض کرتے ہیں، "درحضور رسالتمآب علیہ الصلوٰۃ والسلام" کے عنوان سے

اے تو ما بیچارگاں را ساز و برگ وارہاں ایں قوم را از ترس مرگ

ترجمہ: حضور ﷺ آپ ہی ہم ایسے بیچاروں کا سامان حیات ہیں، اس قوم مسلم کو جو موت کے خوف سے ترساں و لرزاں ہے، اس خوف سے بچا لیجئے

سوختی لات و منات کہنہ را تازہ کردی کائنات کہنہ را

ترجمہ: حضور ﷺ! آپ نے پرانے لات و منات جلا دیئے اور قدیم دنیا کو نیا رنگ و آہنگ عطا فرما دیا۔

در جہان ذکر و فکر انس و جاں تو صلوٰت صبح تو بانگ اذاں

ترجمہ: انسانوں اور جنوں کے جہان ذکر و فکر میں آپ نماز صبح کی حیثیت رکھتے ہیں یا صدائے اذاں کی

لذت سوز و سرور از لا الہ در شب اندیشہ نور از لا الہ

ترجمہ: سوز و سرور کی لذت کلمہ توحید سے ہے اور اسی سے فکر کی تاریک رات روشن ہوتی ہے

نے خدا ہا ساختیم از گاؤ خر نے حضور کاہناں افگندہ سر

ترجمہ: ہم نے گائے یا گدھے کو خدا نہیں ٹھہرایا اور نہ کاہنوں کے سامنے اپنا سر جھکایا

نے سجودے پیش معبودان پیر نے طوائف کوشک سلطان و میر

ترجمہ: نہ ہم نے پرانی قسم کے دیوتاؤں کو سجدہ کیا اور نہ سلاطین وامراء کے محلات کا طواف کیا۔

این ہمہ از لطف بے پایاں قسمت　　　　فکر ما پروردۂ احسان تست

ترجمہ: (مگر اس میں ہمارا کمال نہیں) یارسول اللہ ﷺ! یہ سب کچھ آپ ﷺ ہی کے غیر محدود کرم سے ہوسکا ہے۔ (اور عمل کی طرح) ہماری فکر بھی حضور ﷺ ہی کے احسان کی پروردہ ہے۔

المختصر! خشکی وتری کے کروڑوں معبودان باطل کی حقیقت کھول کر انسان کو اسکے مقام خلافت سے آگاہ فرمانے والے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی ہیں۔ وہ شخص از حد ذلیل اور بدنصیب ہے جو انسانیت کے اس بے مثل پاسبان ﷺ کے احسانات کا منکر ہے۔ اس کو عزت وکرامت سے کیا واسطہ۔ عزت خدا نے حضور ﷺ کے غلاموں کیلئے رکھ چھوڑی ہے اور کرامت کو اطاعت خدا اور رسول کے ساتھ مشروط کر دیا ہے۔ چنانچہ کامل مومنوں کا خاصہ ہے۔ قرآن سے ثبوت دیکھئے:

۱: **وللہ العزۃ ولرسولہ وللمومنین ولکن المنفقین لا یعلمون O** (المنافقون۔۸)

ترجمہ: اور عزت تو اللہ اور اسکے رسول اور مسلمانوں ہی کیلئے ہے۔

۲: **ان اکرمکم عند اللہ اتقکم .** (الحجرات:۱۳)

ترجمہ: بے شک اللہ کے ہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہے۔

دوجہان کی عزت حاصل کرنے کا کس قدر آسان اور یقینی مجرب نسخہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول ﷺ کو مان لو، معتزز ہو جاؤ گے۔ اگر چہ اس وقت ہم اخروی عزت آنکھوں کے سامنے لانے سے قاصر ہیں، تاہم دنیوی عزت تو دیکھی جا سکتی ہے۔ سیدنا غوث اعظم، داتا گنج بخش علی ہجویری، خواجہ غریب نواز اجمیری، بابا فرید گنج شکر، خواجہ بہاؤ الدین نقشبند، سیدنا مجدد الف ثانی، حضور شاہ لاثانی اور میرے آقا نقش لاثانی علیہ الرحمہ کے درباروں کی رونق اسی "عزت ایمانی" ہی کی تو تفسیریں ہیں۔ حکومتیں بنتی رہیں، ٹوٹتی رہیں، تاج سروں کی زینت بنتے رہے، چھنتے رہے، تختوں یا کرسیوں پر بیٹھنے والے بیٹھتے رہے، اترتے رہے، صدیاں انقلاب لاتی رہیں۔ بیتتی رہیں، مگر ان درباروں کی رونقوں میں کوئی کمی نہیں آئی۔ ان کا فیض جاری رہا، ان کے لنگر جاری رہے، آخر کیوں؟ اسی لئے کہ عزت ایمان والوں کو ملتی ہے اور یہ سب کامل ایمان والے ہیں اسی حقیقت کو حکیم الامت اقبال علیہ الرحمہ نے یوں بیان کیا ہے

اقبال کس کے عشق کا فیض عام ہے　　　　رومی فنا ہوا، حبشی کو دوام ہے

(رومی سے مراد سکندر اور حبشی سے مراد سیدنا بلال رضی اللہ عنہ)

خلاصہ یہ کہ دوجہاں کی عزت وراحت حاصل کرنے کا ذریعہ ایک ہے، صرف ایک، اور وہ ہے اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غلامی اطاعت۔ یہ ہے وہ بات جو ہمارے حکمران سمجھنے سے قاصر ہیں یا سمجھنا ہی نہیں چاہتے۔ مشرف ہو کہ زرداری، حزب اقتدار ہو کہ حزب اختلاف سب امریکہ و یورپ کی غیر مشروط غلامی کو عزت وفلاح کا وسیلہ سمجھ بیٹھے۔ ان کی عقلوں پر پردے اور پہرے رہے یہودی ونصرانی فکر کے۔ قرآن پڑھنے اور سمجھنے کی کوشش کرتے تو انہیں معلوم ہوتا کہ خدا اور رسول سے دوستی ان کیلئے کافی اور ذریعہ فلاح ونجات تھی۔

بہر حال، ربیع الاول شریف کی آمد آمد ہے اور ہم حکمران ٹولے کی نالائقیوں کا ذکر کر کے اپنے قارئین کے منہ کا ذائقہ کڑوا نہیں کرنا چاہتے۔ ہمیں تو بس یہ کہنا تھا کہ جہاں اس ماہ مقدس میں آقائے دوجہاں ﷺ کی تشریف آوری کے تذکرے جھوم جھوم کر کریں۔ خوشیاں منائیں، روشنیاں کریں، جلوس نکالیں، اور کیف وسرور میں ڈوب کر نعرے لگائیں، وہاں اس محبوب کائنات ﷺ کی اطاعت وفرمانبرداری کا اپنے رب سے وعدہ بھی کریں۔ اپنی زندگیوں، طرز رہن سہن میں مصطفوی تعلیمات کا عمل دخل بھی بڑھائیں۔ خدا کی قسم یہی طریقہ دنیوی واخروی عزت وراحت کے حصول کا اللہ کریم توفیق عطا فرمائے۔ آمین

﴿وما علینا الا البلاغ المبین﴾

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو کس طرح مانتے تھے؟

﴿حضور مفکر اسلام علیہ الرحمہ﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور پر نور ﷺ کو کس طرح مانتے تھے اور ان کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے حبیب پاک ﷺ کا کیا مقام تھا۔ کیونکہ ان کا ایمان اور طرز فکر و عمل دوسروں کیلئے معیار حق و ہدایت ہے چنانچہ انھیں مخاطب کر کے قرآن پاک فرماتا ہے

فان امنوا بمثل ما امنتم به فقد اهتدواۚ وان تولوا فا نما هم فی شقاقۚ (البقرہ۔۱۳۷)

ترجمہ: پھر اگر وہ بھی یونہی ایمان لائے جیسا تم لائے، جب تو وہ ہدایت پا گئے اور اگر منہ پھیریں تو وہ نری ضد میں ہیں۔

اور حضور انور ﷺ نے فرمایا

اصحابی کا لنجوم با یهم اقتدیتم اهتدیتم (مشکوٰۃ بحوالہ رزین)

میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں۔ ان میں جس کی بھی پیروی کرو گے، ہدایت پا جاؤ گے

حضور ﷺ کو قرآن پاک کی رو سے کیسے ماننا چاہئے، یہ مختصری بحث اوپر آ گئی، یہ آیات کا حوالہ تھا۔ اب یہ کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کیسے اس پر عمل کیا، یہ روایات کا حوالہ تھا۔

﴿اللہ کریم کے ساتھ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا ذکر﴾

گذشتہ صفحات میں آپ نے نمونہ کے طور پر صرف چند آیات ملاحظہ فرمائی ہیں جن میں اللہ جل مجدہ نے اپنے ساتھ اپنے حبیب اکرم ﷺ کا ذکر خیر فرمایا۔ اس کا اثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر یہ تھا کہ وہ بھی اٹھتے بیٹھتے اللہ جل شانہٗ کے نام پاک کے ساتھ حضور پر نور ﷺ کا نام پاک لیتے تھے۔ آج بھی عاشقان رسول ﷺ بیٹھتے اٹھتے یہ دونوں پاک نام لیتے ہیں مثلاً اس قسم کے جملے اللہ نبی جانیں، اللہ نبی وارث، اللہ نبی کا واسطہ، اللہ نبی کا کرم (جل وعلا فصلی اللہ علیہ والہ وسلم) اگر چہ فاسقان امت اُسے برداشت نہیں کرتے۔ آیئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طرز عمل دیکھیں۔ یہاں صرف چند روایات ہوں گی اور کوشش کی جائے گی کہ اختصار اور گنجائش کے پیش نظر، روایات کا بھی وہی حصہ دیا جائے جو عنوان کا تقاضا ہے۔ زیادہ تفصیل کے لئے دیکھئے اعلیٰحضرت مجدد ملت فاضل بریلوی کی تصنیف لطیف 'الامن والعلی'۔ درج ذیل روایات اسی سے لی گئی ہیں ان میں بعض خود حضور ﷺ کے ارشادات ہیں جو ظاہر ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہیں۔

۱۔اللہ ورسول حافظ ونگہبان ہیں: حضور ﷺ فرماتے ہیں

اللہ و رسولہ مولیٰ من مولیٰ لہ

(ترمذی،ابن ماجہ عن امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ)

ترجمہ: جس کا کوئی نگہبان نہ ہو، اللہ ورسول اس کے نگہبان ہیں

۲۔جان و مال کے مالک: جب حضور ﷺ نے غزوہ حنین کے بعد مال غنیمت مجاہدین میں تقسیم فرمادیا تو بنوہوازن کے سردار کرم کی التجا لے کر حاضر خدمت ہوئے تو رحمۃ للعلمین ﷺ نے فرمایا

ما کا ن لی و لعبدالمطلب فھو لکم (جو کچھ میرے اور بنی عبدالمطلب کے حصے میں آیا، وہ تمھیں بخش دیا) اس پر قریش نے کہا، **ما کان لنا فھو للہ و رسولہ** (جو کچھ ہمارا ہے، وہ سب اللہ کا اور اس کے رسول ﷺ کا ہے) اور انصار نے کہا **کان لنا فھو للہ و رسولہ** (جو کچھ ہمارا ہے، وہ سب اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا ہے

﴿اللہ اور رسول کا غضب﴾

حضور ﷺ نے اہل مدینہ کو اللہ کے احسانات اور اپنی برکات کا ذکر فرمایا تو انصار ہر کلمے پر عرض کرتے جاتے ہیں

نعوذ با للہ من غضب اللہ و من غضب رسولہ

ترجمہ: ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں اللہ کے غضب اور رسول اللہ ﷺ کے غضب سے

﴿اللہ ورسول کا فضل واحسان﴾

اسی واقعے میں ہے کہ حضور اکرم واعظم ﷺ نے فرمایا **الا تجیبون** (تم جواب کیوں نہیں دیتے) تو انصار نے عرض کی

اللہ و رسولہ امن و افضل (بحوالہ مصنف ابن ابی شیبہ)

ترجمہ: اللہ اور رسول اللہ کا احسان زائد ہے اور فضل زیادہ ہے۔

﴿زمین اللہ ورسول کی﴾

فرماتے ہیں

اعلموا ان الارض للہ و لرسولہٖ (بخاری)

ترجمہ: جان رکھو کہ زمین کے مالک اللہ اور اس کے رسول ﷺ ہیں

﴿اللہ اور اس کے رسول پر بھروسہ﴾

حضرت عبداللہ بن سلامہ صحابی بن صحابی رضی اللہ عنہ نے نکاح کرنا چاہا مگر مہر کی رقم پاس نہیں تھی تو بولے **علی اللہ و رسولہ** (اللہ اور اس کے رسول کے بھروسے پر) چنانچہ حضور انور ﷺ سے عرض کی تو بندوبست ہوگیا۔ (الامن والعلی بروایت واقدی)

﴿اللہ اور رسول اللہ کی طرف توبہ﴾

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے تصویر دار قالین خریدا حضور انور ﷺ باہر سے تشریف لائے تو دروازے پر ہی

رونق افروز رہے۔ ام المومنین نے چہرہ انور پر اثر ناراضی پایا تو بولیں

یا رسول اللہ اتوب الی اللہ و رسولہ ما ذا اذنبت (صحیحین)

ترجمہ: یارسول اللہ میں اللہ اور اس کے رسول کی طرف توبہ کرتی ہوں، مجھ سے کیا خطا ہوئی۔

اس طرح صدیق وفاروق سمیت چالیس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جبر وقدر پر بحث کر رہے تھے کہ حضور پر نور ﷺ باہر سے تشریف لے آئے۔ چہرہ انور پر سخت ناراضی کے آثار تھے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یہ دیکھتے ہی حضور ﷺ کی طرف (عاجزی سے) کلائیاں کھولے ہاتھ تھر تھراتے کانپتے کھڑے ہوئے اور عرض کی

تبنا الی اللہ و رسولہ

(ہم نے اللہ اور اس کے رسول کی طرف توبہ کی، جل وعلا وصلی اللہ علیہ وسلم) (طبرانی کبیر)

﴿اللہ ورسول ﷺ کے لئے صدقہ﴾

حضرت کعب بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ کی توبہ قبول ہوئی تو عرض گزار ہوئے

یارسول اللہ ان من توبتی ان انخلع من ما لی صدقة الی اللہ و الی رسولہ ﷺ (صحیحین)

ترجمہ: یارسول اللہ میری توبہ کی تکمیل یہ ہے میں اپنے سارے مال سے نکل جاؤں اللہ اور رسول اللہ کے لئے صدقہ کر کے ﷺ

ارشادالساری شرح صحیح بخاری میں ہے

ای صدقة خالصة للہ ولر سول اللہ ﷺ فا لی اللہ بمعنی اللام یعنی 'اللہ اور رسول کی طرف' سے مراد 'اللہ ورسول کے لئے ہے کیونکہ یہاں الی کا معنی ہے 'ل'

اسی طرح حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کی توبہ قبول ہوئی یہ الفاظ انھوں نے بھی کہے (طبرانی کبیر)

﴿اللہ ورسول ﷺ کافی﴾

حضور ﷺ نے دجال کے ذکر میں فرمایا

ابشروا فا ن یخرج وانا بین اظہر کم فا للہ کافیکم ورسولہ

ترجمہ: خوش ہو کہ اگر وہ نکلا اور میں تم میں تشریف فرما ہوا تو اللہ اور اس کا رسول ﷺ تمھیں کافی ہوں گے (طبرانی کبیر)

﴿اللہ ورسول ﷺ نے نعمت دی﴾

حضرت زید رضی اللہ عنہ کے بارے میں گزر چکا کہ اللہ نے فرمایا 'جسے اللہ نے نعمت دی اور (اے محبوب) تو نے نعمت دی۔ (الاحزاب)

اب حضور اکرم ﷺ کا ارشاد سنئے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے بارے میں

احب اھلی من قد انعم اللہ علیہ و انعمت علیہ (ترمذی)

ترجمہ: مجھے اپنے گھر والوں میں سب سے زیادہ پیارا وہ ہے جسے اللہ نے نعمت دی اور میں نے نعمت دی۔

﴿بچے اللہ ورسول ﷺ کے سپرد﴾

ایک مقدس خاتون نے عرض کی انا امرء ة مصبیة (یعنی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم) میں بچوں والی ہوں گویا ان کی پرورش کا خیال بھی ہے) تو سید عالم رحمۃ للعلمین ﷺ نے فرمایا

هم الی الله و الی رسوله

ترجمہ: وہ اللہ اور رسول اللہ کے سپرد ہیں جل وعلا فصلی اللہ علیہ وسلم (مسند احمد۔نسائی)

﴿اللہ اور رسول ﷺ کو گھر والوں کے لئے باقی رکھا﴾

غزوہ تبوک کے موقع پر جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور پرنور ﷺ کی خدمت میں جہاد کے لئے بڑھ چڑھ کر نذرانے پیش کر رہے تھے، اس وقت حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ آدھا مال لے کر حاضر ہوئے، پھر جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنا سارا مال نذر کیا تو سرکار دو عالم ﷺ نے پوچھا یا ابا بکر ماابقیت لاهلک (ترجمہ: اے ابوبکر تو نے اپنے گھر والوں کے لئے کیا باقی رکھا) عرض کیا ابقیت لهم الله و رسوله (میں نے گھر والوں کیلئے اللہ ورسول کو باقی رکھا) دیکھئے حضور ﷺ سامنے بھی جلوہ افروز ہیں اور صدیق رضی اللہ گھر والوں کے لئے باقی رکھ آئے ہیں۔سوچئے 'حاضر وناظر' کا عقیدہ کتنا پختہ ہے

﴿جو چاہے اللہ اور چاہیں حضور ﷺ﴾

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضور پرنور ﷺ نے فرمایا

لا تقو لوا ما شاالله وشآء فلا ن ولکن قولوا ما شآء الله ثم شاء فلا ن (احمد،ابوداؤد)

ترجمہ: یوں نہ کہو کہ اللہ چاہے اور فلاں چاہے بلکہ یوں کہا کرو اللہ چاہے پھر فلاں چاہے۔

مشکوٰۃ شریف میں اسی حدیث کے ساتھ ہی ایک اور روایت ہے۔الفاظ یوں ہیں

وفی روایة منقطعاً قال لا تقولوا ما شا الله وشاء محمد وقولوا ما شاء الله وحده (رواہ شرح السنۃ)

ترجمہ: اور ایک منقطع روایت (جس کی سند حضور پرنور ﷺ تک نہیں پہنچتی) حضور پرنور ﷺ نے فرمایا 'یوں نہ کہا کرو کہ جو اللہ چاہے اور محمد مصطفیٰ چاہیں بلکہ یوں کہا کرو' جو اللہ واحد چاہے۔

مولانا محمد اسمٰعیل صاحب دہلوی اس دوسری روایت کو دلیل بنا کر پہلی روایت کو نظر انداز کر دیتے ہیں حالانکہ دوسری روایت کے بارے میں 'منقطع' صاحب مشکوٰۃ نے خود فیصلہ کیا ہے اس کی سند حضور پرنور ﷺ تک نہیں پہنچتی۔چونکہ پہلی روایت سے شان مصطفیٰ (علیہ التحیۃ والثناء) کو چھپانے کا ناپاک مقصد پورا نہیں ہوتا تھا، اس لئے اس کا ذکر تک نہیں کیا۔دوسری روایت سے استدلال کیا اور صاف بک دیا کہ 'رسول کے چاہنے سے نہیں کچھ نہیں ہوتا'۔حالانکہ پہلی روایت جو متصل ہے اس میں 'واؤ' کی بجائے 'ثم' کہنے کی تلقین فرمائی۔ظاہر ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ماشاء اللہ وشاء محمد کہتے تھے۔اس سے بعض لوگوں کو کم فہمی ہوسکتی تھی کہ شاید اللہ اور اس کے رسول کو برابر قرار دیا جا رہا ہے لہذا از روئے احتیاط **کلموا الناس علیٰ قدر عقو لهم** (لوگوں سے ان کی عقل کے مطابق کلام کرو) کے مصداق 'وٗ' کی بجائے 'ثم' کہنے کا حکم ارشاد ہوا۔حضور پرنور ﷺ نے اسے 'شرک' نہیں فرمایا (جیسا کہ اسمٰعیل نے ظاہر کیا) ورنہ اگر 'واؤ' سے شرک ہی ہوتا تو قرآن پاک کی کتنی آیات اوپر گزریں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی کتنی روایات مذکور ہوئیں جن میں یہی 'واؤ' ہے۔معاذ اللہ قرآن پاک بھی شرک اور شرک سکھانے سے

پاک ہے، اور رسول پاک ﷺ بھی۔ ویسے بھی اگر 'واؤ' سے شرک ہوتا ہو اور 'ثم' سے نہیں۔ تو کیا یوں کہنا ٹھیک ہوگا کہ خلق اللہ ثم خلق رسولہ (کہ اللہ نے پیدا کیا پھر اس کے رسول نے پیدا کیا)

یقیناً جس طرح **خلق الله و خلق رسوله** (اللہ نے پیدا کیا اور اس کے رسول نے پیدا کیا) اسی طرح یہ جملہ بھی شرک ہے۔ لہذا ثم کہنے سے شرکیہ جملہ شرک سے پاک نہیں ہوتا لہذا اسمٰعیل دہلوی کا یہ وہم غلط ہے کہ ماشاء اللہ وشاء محمد میں شرک ہوتا تھا، اس لئے اس سے منع کیا گیا۔ مثلاً ایک حدیث پاک میں ہے کہ کوئی آقا اپنے غلام کو 'میرا بندہ' 'میری بندی' نہ کہے تو اس کا مطلب یہ نہیں تھا کہ اس سے شرک ہو جاتا ہے، مقصود یہ ہے کہ اس سے غرور وتکبر پیدا ہوتا ہے۔ چنانچہ حدیث پاک کے الفاظ ہیں

لا يقولن احد كم عبدى و امتى كلكم عبيد الله و كل نساء كم اماء الله ولكن ليقل غلامى و جاريتى و فتامى و فتاتى..........الخ (مسلم)

ترجمہ: تم میں سے کوئی 'میرا بندہ' اور 'میری بندی' نہ کہے کیونکہ تم سب اللہ کے بندے اور تمھاری سب عورتیں اللہ کی بندیاں ہیں بلکہ یوں کہے 'میرا غلام، میری کنیز یا میری خادمہ

ظاہر ہے امت کو تواضع سکھائی جا رہی ہے، ورنہ بندہ اور بندی کی نسبت خود قرآن حکیم میں انسانوں کی طرف کی گئی ہے جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے۔

وانكحوا الا يامىٰ منكم والصلحين من عبادكم وامآئكم ط (النور۔۳۲)

ترجمہ: اور نکاح کر دو اپنوں میں ان کا جو بے نکاح ہوں اور اپنے لائق بندوں اور کنیزوں کا

'عبد' 'عباد' کا واحد ہے اور امۃ 'اماء' کا۔ تو جس بات سے حدیث پاک نے روکا، وہ قرآن پاک میں آگئی۔ بندۂ مومن کا قرآن پاک پر بھی ایمان ہے اور حدیث پاک پر بھی۔ دونوں حق ہیں۔ اللہ فرمائے، اسے حق ہے وہ مالک حقیقی ہے۔ بندہ کسی کو اپنا بندہ نہ کہے، یہ تواضع کا تقاضا ہے تاہم بندہ کہنے سے شرک لازم نہیں آتا۔ یہی صورت حال **لا تقولو ما شاء الله و شاء فلا ن** مگر جہاں تواضع کی بجائے محض احتیاط ہے کہ کوئی کم عقل کسی غلط فہمی کا شکار نہ ہو جائے ورنہ اگر شرک ہوتا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یوں نہ کہا کرتے اور کہتے تو حضور انور ﷺ فوراً ٹوک دیتے، ایک عرصہ بعد ایسا نہ کرتے (جیسا کہ اس مضمون کی کئی طویل حدیثوں سے یہ واضح ہو جاتا ہے، تفصیل کے لئے 'الامن والعلیٰ کی طرف رجوع کریں)

ہاں اس سلسلے میں دہلوی صاحب نے حدیث منقطع کو دلیل بنا کر جو نتیجہ اخذ کیا ہے۔ وہ بہت خطرناک اور شیطانی وکفرانی ہے۔ اس نے اپنی گستاخانہ فطرت کے مطابق یہ بکا ہے کہ 'رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا' معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔ بدبخت بھول گیا کہ رسول کے چاہنے سے صدیوں کا بت خانہ اہل ایمان کا قبلہ بنا اور اللہ کریم جل مجدہ نے جسے اپنا حبیب بنایا ہے، جسے اپنا خلیفہ اعظم نامزد فرمایا ہے، جسے اپنی نعمتوں کا قاسم وخازن بنایا ہے، کیوں نہ دنیا وعقبیٰ میں جو ہو، بلکہ جس کی قدر ومنزلت کے اظہار کے لئے ساری مخلوق پیدا فرمائی ہے کیوں نہ اسی کے اشارے سے سب کچھ ہو۔

۱۲ربیع الاول شریف

سب سے بڑادن، خوشی ورحمت کا دن، توبہ اورتجدید عہد کا دن

حضور مفکر اسلام علیہ الرحمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ربیع الاول عام الفیل کی تاریخ تھی بارہ　　　زمیں پہ جب اتر آیا ازل کے نور کا تارا

الحمدللہ! ربیع الاول شریف اپنی عظمتوں، برکتوں اور سعادتوں کے ساتھ رونق فزائے عالم ہو چکا۔ یہ وہی ماہ مقدس ومنور ہے جس کی بارھویں صبح صادق کے وقت حبیب لبیب پروردگار، مقصود گردش لیل ونہار، خواجہ لو لاک لما باعث ارض وسما، آفتاب برج نبوت، بدر سمائے رسالت، جمال چہرہ خوبی، کمال شان محبوبی، صدر صدور گیتی، وجہ وجیہ ہستی، نوشہ بزم جہاں، مالک ملک جناں، زینت قصر دنیٰ، مہمان عرش علیٰ، سیدنا ومولانا حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ علیہ افضل التحیہ واکمل الثناء کا عرصہ گیتی میں نزول اجلال ہوا۔

ربیع فی ربیع فی ربیع　　　نور فوق نور فوق نور

قادر مطلق نے اس محبوب ذیشان، رحمت عالم وعالمیان، جان کائنات وسلطان موجودات علیہ افضل الصلوات واکمل التحیات کی تشریف آوری کا اعلان جس وسیع پیمانے پر کیا۔ وہ اسی کی شان قدرت کے لائق ہے۔ عرصہ ایجاد چونکہ آپ ﷺ ہی کے لئے معرض وجود میں آیا تھا جیسا کہ ابن عساکر کی درج ذیل روایت سے ظاہر ہے۔

ترجمہ　سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جبریل علیہ السلام نے نبی ﷺ کے پاس حاضر ہو کر عرض کی کہ آپ کا رب فرماتا ہے "میں نے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا تو آپ کو اپنا حبیب بنایا اور کوئی چیز ایسی پیدا نہیں کی جو میرے نزدیک آپ سے زیادہ بزرگ ہو، اور یقین جانئے کہ میں نے دنیا اور دنیا والوں کو اسی لئے پیدا کیا کہ ان کو آپ کی بزرگی اور مرتبت جو میرے نزدیک ہے معلوم کراؤں۔ اگر آپ نہ ہوتے تو میں دنیا کو پیدا نہ کرتا"　(انوار احمدی ص ۱۴)

یہی وجہ تھی کہ پہلے دن سے ہی آپ کی عزت وعظمت کا چرچا ہونے لگا اور مختلف انبیاء ومرسلین اپنے اپنے دور میں حضور پرنور شافع یوم النشور ﷺ کے فضائل ومحامد مختلف عناوین سے بیان کرتے رہے۔ بلکہ وہ آسمانی کتابیں اور صحیفے جو ان پر نازل ہوئے، بھی نعت مصطفےٰ سے معمور تھے۔ سیدنا عیسیٰ مسیح علیہ السلام جو انبیائے بنی اسرائیل میں آخری نبی تھے، خصوصیت سے اپنی تشریف آوری کے دو مقصد بیان فرماتے ہیں

۱: مصد قالما بیں یدی من التوراۃ (اپنے سے پہلے کی کتاب تورات وغیرہ کی تصدیق کرتا ہوں)۔

۲: و مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد (ایک عظیم الشان رسول کی جو میرے بعد تشریف لائیں گے جن کا نام احمد ہے خوشخبری دیتا ہوں)

پھر جب سرکار ابد قرار دولتمدار حضور احمد مختار ﷺ الغفار کا ظہور ہوا تو اسی وقت مشرق ومغرب، شمال وجنوب، بحر وبر اور تحت وفوق ہر جگہ اس آمد آمد کا اعلان کیا گیا اور مختلف طریقوں سے کائنات کے گوشے گوشے میں اس بادشاہ عرش وفرش کی بارگاہ عظمت پناہ میں سلامی پیش کی گئی۔ حضرت امام بوصیری رضی اللہ عنہ اپنے مقبول ومعروف قصیدہ بردہ شریف میں کس سج دھج سے میلاد بیان کرتے ہیں۔ (قصیدہ بردہ مبارک کے اس حصے کا نام ہی آپ نے فی مولد النبی ﷺ رکھا ہے) چند اشعار ملاحظہ ہوں (اور خوب ذہن نشین کیجئے کہ ہمارے بزرگ میلاد شریف کس طرح بیان کرتے ہیں۔

ابان مولدہ عن طیب عنصرہ　　　یا طیب مبتدا منہ و مختتم

یوم تفرس فیہ الفرس انہم قد انذروا بحلول البوس والنقم

وبات ایوان کسریٰ وھو منصدع کشمل اصحاب کسری غیر ملتئم

والنار خامدۃ الانفاس من اسف علیہ والنہر ساھی لعین من سدم

وساء ساوہ ان غاضت بحیرتھا وردو اردھا بالغیظ حین ظم

ان اشعار کا منظوم ترجمہ جو پروفیسر محمد سعید صاحب دہلوی نے کیا ہے بالترتیب درج ذیل ہے۔

۱: اس کی پیدائش نے ظاہر کردی اس کی اصل پاک کیا ہی پاکیزہ تھا اس کا مبتدا اور مختتم

۲: ماتھا ٹھنکا تھا اسی دن اہل فارس کا کہ ہاں! عنقریب آنے کو ہے ہم پر عذاب پر الم

۳: رہ گیا شق ہو کے یوں ایوان کسریٰ بے جڑے جس طرح بچھڑے ہوتے کسریٰ کے صحاب وخدم

۴: آگ جلتی رک گئی، اتنا ہوا رنج وقلق نہر چلتی رک گئی، یاں تک ہوا افسوس وغم

۵: آ گئی ساوہ کی شامت، سوکھا دریا اس کا کیا پھر گئے آآ کے پیاسے غیظ میں الٹے قدم

غرض ادھر امن وامان اور ایمان وامانت کی نقیب سیدہ آمنہ مومنہ محسنہ زاکیہ مزکیہ، طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں قدم رنجہ فرمایا اور ادھر کعبے کی چھت پر نیز شرق وغرب میں جھنڈے لہرا دیئے گئے۔ ایران کا ہزار سالہ آتشکدہ بجھ گیا۔ بحیرہ ساوہ خشک ہو گیا، ساوہ جو خشک ہو چکا تھا از سر نو جاری ہو گیا۔ بت اوندھے منہ گر پڑے وغیرہ وغیرہ۔

پھر حضور خواجہ کون ومکاں، صدر بزم امکان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات صفات سیرت طیبہ، حلیہ مبارکہ، اسوہ حسنہ اور اخلاق عظیمہ کا چرچا اس اہتمام سے ہوا کہ بعثت سے پہلے ہی طیور ووحوش بلکہ شجر وحجر تک اس عظیم وجلیل بادشاہ ﷺ کی بارگاہ صلوٰۃ وسلام کے گجرے پیش کرتے تھے۔ چنانچہ گذشتہ کتابوں کے علم اور موجودہ مشاہدات کی روشنی میں آپ کا دعویٰ رسالت مدلل بھی تھا اور ضروری بھی۔

بعثت ہوئی تو سب سے پہلے وہ ایمان لائے جو خلوت وجلوت کے سب سے زیادہ راز دار تھے اور یہ صداقت رسول کی نہایت کھلی دلیل ہے۔ پھر اس کے ساتھ ہی وہ لائے جنہوں نے چالیس سال تک آپ کے کمالات سیرت ومعجزات عظمت دیکھے تھے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کی والدہ حضرت شفاء رضی اللہ عنہا پھر حضرت امام ایمن اور دیگر ایسی پاک بیبیوں نے معجزات ولادت دیکھے۔ حضرت سیدہ حلیمہ اور ان کے خاندان نے معجزات رضاعت دیکھے، اہل مکہ نے معجزات عظمت (قبول دعا سایہ ابر وغیرہ) اور کمالات سیرت دیکھے اہل کتاب نے نبی آخر الزماں کی جو علامات ان کی کتابوں میں مذکور تھیں۔ انہیں پورا کیا تو جن کی فطرت میں کجی نہیں تھی ایمان لانے پر مجبور ہو گئے مگر یہ سب کچھ کیا تھا اسی وعدے کا ظہور کہ دنیا کو محض اپنے حبیب مکرم، رسول معظم ﷺ کی کرامت ومنزلت دکھانے کیلئے پیدا کیا گیا ہے۔

بعثت کے ساتھ معجزات کی موسلا دھار بارش شروع ہو گئی۔ حضور ہادیٔ کونین ﷺ نے سارے عالم کی اصلاح کا بیڑا اٹھایا اور دیکھتے ہی دیکھتے گرد وپیش کی کایا پلٹ ڈالی۔ قلیل ترین مدت میں دنیا کا عظیم ترین اور مفید ترین انقلاب رونما ہوا، خود فروش وخدا فروش انسان خود دار وخدا آگاہ ہو گیا۔ ظنون واوہام میں الجھا ہوا بشر صبح ایمان کے جلووں سے مستنیر ہوا۔ عرب کا ریگزار کائنات کی سب سے بڑی تہذیب کا گہوارہ بن گیا۔ اونٹوں کے چرانے والے بھٹکی ہوئی انسانیت کے قافلہ سالار بن گئے۔

سطوت کبریٰ کے نقش پا کی شوخی دیکھنا
عالم ہستی کے خارستان بہارستاں ہوئے

اس انقلاب کی وسعت کا کون اندازہ کر سکتا ہے جس نے چند سالوں میں دنیا کو بہترین عابد وزاہد، بہترین عالم وفاضل، بہترین محقق ومدقق، بہترین جرنیل اور سپہ سالار اور بہترین عامل وحاکم عطا فرمائے۔ حضور سراپا نور ﷺ کی شان یکتائی تو مسلم ٹھہری۔ آپ کے دامن عظمت ورحمت سے وابستہ بھی بے مثال بن گئے۔ اردو کے نامور شاعر جگر مراد آبادی نے کیا خوب فرمایا۔

وہ رسول عربی، فخر رسولان سلف ذات اقدس سے ملا جس کی زمانے کو شرافت
جس پہ نازل ہوا قرآن سا کامل مصحف جس کے تابع جن وانساں بھی ملائک کی بھی صف
اک وہی شمع نبوت جو ضیا بار ہوئی ساری تاریک فضا مطلع انوار ہوئی
ہر زمانے میں پیمبر بھی، نبی بھی آئے مصلح ملی وملکی بھی، رشی بھی آئے
حق کے جوئندہ بھی اور حق کے ولی بھی آئے واقف ومحرم سر ازلی بھی آئے
آئے دنیا میں بہت پاک مکرم ہو کر کوئی آیا نہ مگر رحمت عالم ہو کر
کس نے جام مے توحید پلایا سب کو؟ کس نے پیغام مساوات سنایا سب کو؟
راستہ کس نے حقیقت کا دکھایا سب کو؟ کس نے اس حسن کا دیوانہ بنایا سب کو؟
تم نے دیکھا ہے بہت دفتر پیغام اس کا اور ایسا کوئی گزرا ہو تو لو نام اس کا
تم میں صدیق سا گزرا ہو تو للہ دکھاؤ تم نے فاروق سا دیکھا ہو تو للہ دکھاؤ
کوئی عثمان سا آیا ہو تو للہ دکھاؤ کوئی حیدر سا جو پایا ہو تو للہ دکھاؤ
ثانی احمد بے میم تو کیا لاؤ گے اس کی امت کی مثالیں بھی نہیں پاؤ گے

حضور محسن اعظم ﷺ نے دنیا کو کیا دیا۔ انسان کو کس رتبے پر فائز کیا اور عورت کو کیا منزلت بخشی۔ غلام کو جور وجبر سے نکالا۔ گدا و شاہ میں کیسی مساوات قائم کی۔ آجر واجیر (خواجہ ومزدور) کو کیا اخوت سکھائی۔ ذات پات اور رنگ ونسل کے بتوں کا کیسے قلع قمع کیا۔ حق کو کتنا بلند آہنگ اور باطل کو کیونکر ذلیل ورسوا کیا۔ ان عظیم وبے مثل احسانات کا تقاضا یہی ہے کہ اپنے محسن وہادی کا دن سب سے زیادہ عقیدت واحترام اور تزک واحتشام سے منائیں۔

ہاں ہاں! یہ دن سب سے بڑا دن ہے اور اس کے منانے کیلئے روح قلب اور جذبہ وعمل کی ساری توانائیاں بارگاہ رسالت مآب ﷺ پر قربان کرنے کا عہد ہی سب سے زیادہ ضروری ہے۔ ہم جلوس نکال کر جس نسبت غلامی کا اظہار کرتے ہیں وہ گویا اقرار باللسان ہے یا اسلام ہے۔ اور محبوب کریم ﷺ کے دستور وآئین کو اپنی زندگی کا محور بنالیں۔ تو تصدیق بالقلب یعنی ایمان ہے گویا جلوس وغیرہ کی اپنی اہمیت ہے مگر اس کی اصل روح اپنے نبی ورسول ﷺ کی محبت سے سرشار ہو کر ان کی اتباع کرنا ہے۔

یاد رکھیں اور خوب یاد رکھیں اسلام چند عبادات کے مجموعے کا نام نہیں کہ زبانی وظائف واوراد کی پابندی کر کے سرخرو ہو سکے۔ یہ ایک نظام ہے اور جب ہم مسلمان ہیں تو خدا اور رسول (جل وعلا وصلی اللہ علیہ وسلم) کی مکمل فرمانبرداری کی پابندی وذمہ داری اپنے سر لیتے ہیں۔ زندگی کا آخر کون سا گوشہ ہے جہاں دین متین ہماری رہنمائی نہیں کرتا اور حضور معلم کونین ﷺ ہماری دستگیری نہیں فرماتے اگر کوئی اس دین کو کامل ترین دین نہیں سمجھتا۔ قرآن کو کامل ترین کتاب نہیں مانتا اور اللہ کے رسول ﷺ کو کامل ترین ہادی نہیں مانتا تو ہزار بار کلمہ پڑھنے کے بعد بھی وہ مسلمان نہیں۔ مسلمان نہیں اور مسلمان نہیں ہے۔

حکومت پاکستان کو اپنے فرائض کا احساس ہونا چاہئے اور ان تمام ملحدوں کا منہ بند کرنا چاہئے جو اسلامی حدود وتعزیرات کا مذاق اڑاتے ہیں، جو آئین مصطفوی ﷺ سے منہ موڑ کر دشمنان اسلام کے قوانین کو نافذ کرنا چاہتے ہیں۔ جو تہذیب وثقافت کے نام پر نوجوان نسل فحاشی اور باشی کے سیلاب میں بہا دینا چاہتے ہیں۔ خدانخواستہ (اور پھر خوانخواستہ) اگر حکومت خود ان کی سرپرستی کرنا چاہتی ہے تو یاد رکھے یہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ سے کھلی جنگ ہے اور اس کا انجام وہی ہے جو نمرود، فرعون اور ہامان وغیرہ کا ہوا۔ مسلمان قوم ابھی اس حد تک حمیت وغیرت سے محروم نہیں ہوئی کہ اپنے خدا اور رسول (جل وعلا وصلی اللہ علیہ وسلم) اور اپنے دین ومذہب کی توہین برداشت کرلے۔

پاکستان کے صدر، وزیر اعظم اور دیگر وزراء یوم میلاد پر قوم کے نام جو پیغام نشر کریں گے۔ ہمارے علم میں ہے۔ ان سب کی خدمت میں یہی عرض ہے کہ دنیا ناراض ہو تو ہو، خدا ورسول (جل وعلا وصلی علیہ وسلم) کو تو ناراض نہ کرو۔ لہذا جو پیغام دو۔ اس سے پہلے اس پر خود عمل پیرا ہو جاؤ۔ اور قوم کو بھی عمل پیرا کراؤ۔ کیا یہ عرشی آواز تمہارے کان میں نہیں آئی۔

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

مسائل دینیہ

محقق دوراں جناب حافظ محمد نصر اللہ آسوی مدنی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

س السلام علیکم مجلہ الحقیقہ میں آپ نے جس انداز اور مضبوط شکنجے کے اندر جکڑ کے بدوی کو ذلیل کیا ہے دل بہت خوش ہوا اس طرز تحریر پر مجھے مضمون پڑھتے ہوئے بے اختیار اور مسلسل حضور مفکر اسلام یاد آ رہے تھے سبحان اللہ علامہ صاحب مہربانی فرما کر میرے ان دو سوالوں کا جواب عطا فرمادیں۔(جزاک اللہ خیرا)

(۱) نبی پاک ﷺ اللہ کی مرضی اور عطا سے اللہ کے خزانوں کے مالک ہیں جس کو جو چاہیں عطا فرمادیں۔

(۲) مسلمانوں پر اعتراض کیا جاتا ہے اور غیر اسلامی فتوی جاری کیا جاتا ہے کہ مزارات پر جانا شرک ہے اور ایمان کی کمزوری ہے (معاذ اللہ) اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ تم اللہ کو چھوڑ کر درباروں پر جاتے ہو حالانکہ ہم اللہ کو چھوڑ کر نہیں بلکہ اللہ کی مان کر مزارات پر جاتے ہیں۔

سائل وطالب دعا حافظ محمد اشفاق آسوی ناروول شیران اسلام پاکستان متعلم M.phil اسلامیات پنجاب یونیورسٹی لاہور

ج وعلیکم السلام حافظ صاحب اللہ آپ کو سلامت رکھے علم وعمل میں برکتیں اور امتحان میں کامیابی عطا فرمائے اور اسلام کا مبلغ بنائے۔ میں اس قابل کہاں کہ اس علمی اور تحقیقی مجلّہ میں کچھ لکھ سکوں ایک اللہ کے ولی کا جاری کردہ مجلّہ الحقیقہ بڑا بابرکت ہے کہ اسے کالجوں یونیورسٹیوں عربی مدارس میں طلباء اور علماء پڑھتے ہیں اور علماء اس فقیر کی حوصلہ افزائی فرماتے ہیں یہ ان کی ذرہ نوازی ہے۔ میں حضور مفکر اسلام رحمۃ اللہ علیہ کے تصور میں گم ہو کر لکھتا ہوں کہ حضور آپ نے ہی کرم فرمانا ہے یہ علماء اور طلباء نے پڑھنا ہے۔ کئی خطباء حضرات نے مجھے کہا کہ الحقیقہ اسلامی مہینہ کی ابتداء میں ہی نکال دیا کرو کہ ہم نے اس سے جمعہ کی تیاری کرنی ہوتی ہے۔ ماشاء اللہ اور حقیقت میں یہ آپ کی کرامت ہے کہ الحقیقہ اب تک چل رہا ہے پچھلے ماہ میں گوجرانوالہ میں عالم باعمل علامہ قاری خالد نقشبندی مہتمم جامعہ مدینۃ العلم گوجرانوالہ سے ملنے کے لئے گیا اور الحقیقہ پیش کیا پھر جب دوبارہ ملاقات ہوئی اور میں نے آپ کے پیچھے اگوکی میں نماز جمعہ ادا کی تو فرمانے لگے ماشاء اللہ آپ نے بہت محنت کی ہے اور بڑی تحقیق کے ساتھ مسائل دینیہ لکھے ہیں اور اپنے مقتدیوں سے فرمانے لگے یہ رسالہ خریدا کرو یہ بڑا مدلل اور مفید ہے۔ آپ کے مدرسہ کے مدرس حضرت علامہ رمضان اویسی صاحب فاضل جامعہ نظامیہ فرمانے لگے شیران اسلام کا الحقیقہ بڑا کامیاب جا رہا ہے انہوں نے حضور مفکر اسلام کی کمی محسوس نہیں ہونے دی۔ حضرت علامہ محبوب عالم چشتی خطیب جامع مسجد اہل سنت دتو چوہڑ ضلع منڈی بہاء الدین فرما رہے تھے میرے پاس تقریباً پندرہ رسالے آتے ہیں ان سب میں آپ کا الحقیقہ سب سے زیادہ مدلل اور محقق ہوتا ہے۔ ایک دفعہ استاذ القراء جناب علامہ قاری محمد یعقوب نقشبندی خطیب جامع مسجد رحمت الٰہی سیالکوٹ کی مسجد ربیع الاول کے سلسلہ میں علماء کی میٹنگ تھی تو استاذ العلماء عالم باعمل حضرت علامہ غلام حیدر خادمی صاحب فرمانے لگے ہم الحقیقہ میں مدنی صاحب کا مضمون پڑھتے پڑھتے تھک جاتے ہیں۔ لیکن یہ لکھتے ہوئے نہیں تھکتے۔ تحدیث نعمت کے طور پر میں نے یہ صرف چند نام شمار کئے ہیں۔ یہ سب حضور مفکر اسلام کا فیض ہے وہی اسے روحانی فیض کے ذریعے چلا رہے ہیں وہ جس سے چاہیں کام لے لیں یہ آپ کی مہربانی ہے اگر آپ ہمیں کسی خدمت کے قابل سمجھیں۔

اختیار مصطفیٰ ﷺ

(ا) نبی پاک ﷺ اللہ کی مرضی اور عطا سے اللہ کے خزانوں کے مالک ہیں جس کو جو چاہیں عطا فرمادیں۔

اس مسئلہ پر میں اختصاراً لکھتا ہوں کیونکہ اس عنوان پر میری کتاب ،،اختیارات نبی کریم ﷺ،، چھپ چکی ہے جس پر حضور مفکر اسلام کی تقریظ بھی ہے یہ کتاب آپ کرمانوالہ بک شاپ لاہور 3338 یا قاری سلیمان عثمانی سیالکوٹ سے منگوا سکتے ہیں۔

عقیدہ اہل سنت و جماعت: اہل سنت و جماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ ذاتی اختیار اور قدرت اللہ تعالیٰ کیساتھ خاص ہے مخلوق کا علم اور اختیار اللہ تعالیٰ کی عطا سے ہے یعنی مخلوق کا اختیار عطائی اور خدا کا اختیار ذاتی خدا تعالیٰ کے لئے عطائی اختیار نہیں ہو سکتا مخلوق کے لئے ذاتی نہیں ہو سکتا جو مخلوق کے لئے ایک ذرہ کا علم یا اختیار ذاتی مانے وہ مشرک ہے۔

ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے چاہنے سے قبلہ تبدیل ہو جاتا ہے۔ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ ہمارے چاہنے سے ایک سجدہ یا ایک رکعت بھی معاف نہیں ہو سکتی لیکن رسول اللہ ﷺ کے چاہنے سے پنتالیس (۴۵) نمازیں معاف ہو سکتی ہیں۔ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے چاہنے سے ہر سال حج فرض ہو سکتا ہے

ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ رب تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کی رضا چاہتا ہے (وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى) (سورۃ الضحیٰ) ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ انبیاء و اولیاء کو ہر وہ چیز ملتی ہے جو وہ چاہتے ہیں کیونکہ رب نے ان سے وعدہ فرمایا ہے لیکن یہ حضرات وہی چاہتے ہیں جو خدا چاہتا ہے یعنی ان کی مشیت خدا کی مشیت کے تابع ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے (وَالَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ) وہ جو سچ لے کر آئے اور جنہوں نے سچ کی تصدیق کی وہی متقین ہیں ان کے لئے ہے جو وہ چاہیں اپنے رب کے پاس۔ (سورہ الزمر آیت-۳۳-۳۴)

رب تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ۔

﴿اور انہیں کیا ہی بُرا لگا کہ اللہ و رسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا﴾ سورۃ التوبہ آیت: ۷۴، پارہ نمبر ۱۰ رکوع نمبر ۱۶

جس کے پاس کچھ نہ ہو یا پاس تو بہت کچھ ہو لیکن اختیار نہ ہو تو وہ غنی کیسے کریگا؟

﴿وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ﴾ سورۃ التوبہ-۵۹

ترجمہ: اور کیا ہی اچھا ہوتا اگر وہ اس پر راضی ہوتے جو اللہ اور اس کے رسول نے انہیں دیا۔

ان دونوں آیات سے ثابت ہو رہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی طرف عطا کی اور غنی کرنے کی نسبت کرنا صحیح ہے اگر یہ شرک ہوتا تو قرآن میں اللہ تعالیٰ ان کی طرف یہ نسبت نہ کرتا شرک اس لئے نہیں کہ الفاظ ایک جیسے ہیں لیکن معنیٰ میں فرق ہے خدا تعالیٰ ذاتی طور پر غنی کرتا ہے اور رسول اللہ ﷺ اللہ کی عطا سے۔

قاعدہ: جہاں نبی ﷺ سے کہلوایا گیا ہے کہ میں اپنے اور تمہارے نفع کا مالک نہیں ہوں وہاں اللہ کی مرضی کے بغیر ملکیت مراد ہے۔ اس کی مثال یہ ہے ﴿قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ۔﴾ تم فرماؤ میں اپنی جان کے بھلے بُرے کا خود مختار نہیں مگر جو اللہ چاہے۔ (سورہ الاعراف: ۱۸۸)

ان جیسی تمام آیات سے مراد یہ ہے کہ رب تعالیٰ کے اذن کے بغیر میں کچھ بھی نہیں کر سکتا ہر چیز میں اُس کی اجازت کا حاجت مند ہوں۔

جہاں فرمایا گیا کہ رسول اللہ غنی کرتے ہیں وہاں بعطاء الٰہی اللہ کے ارادے سے غنی کرنا اور دینا مراد ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-﴿وَمَا نَقَمُوْا إِلَّا أَنْ أَغْنَاهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ مِنْ فَضْلِهِ﴾

﴿اور انہیں کیا یہی بُرا لگا کہ اللہ و رسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا﴾ سورۃ التوبۃ آیت:۷۴ پارہ نمبر۱۰ رکوع نمبر۱۶

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَأَنْعَمْتَ عَلَيْهِ اُسے اللہ نے نعمت دی اور تم نے نعمت دی۔(سورۃ الاحزاب:۳۷)

ان جیسی آیات سے پتہ چلا کہ رسول اللہ ﷺ غنی کرتے ہیں نعمت دیتے ہیں ان سے یہی مراد ہے کہ اللہ کے حکم، اللہ کے ارادہ اور اذن سے نعمتیں بھی دیتے ہیں اور فضل بھی کرتے ہیں۔لہٰذا دونوں قسم کی آیات میں تعارض نہیں۔(علم القرآن قاعدہ نمبر(۲۷) ص ۱۳۰) از مفتی احمد یار خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اگر ذاتی اور عطائی کا فرق نہ کیا جائے تو ہزارہا آیات اور احادیث کا انکار کرنا پڑے گا۔

عارف باللہ مفسر قرآن علامہ احمد صاوی کا عقیدہ:

فَمَنْ زَعَمَ اَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم كَاَحَدٍ مِّنَ النَّاسِ لَايَمْلِكُ شَيْئًا اَصْلًا وَّلَا نَفْعَ بِهٖ لَا ظَاهِرًا وَّلَا بَاطِنًا فَهُوَ كَافِرٌ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۔ پس جس نے گمان کیا کہ نبی ﷺ لوگوں کے برابر ہیں کسی چیز کے مالک نہیں نہ ان سے نفع پہنچتا ہے نہ ظاہر طور پر اور نہ باطن طور پر تو وہ کافر ہے اور اُس کی دنیا و آخرت برباد ہے۔ تفسیر صاوی(جلد۱ ص۱۵۸)

حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ کا یہ عقیدہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو تین نمازیں معاف کرنے کا اختیار ہے:

حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام قبول کیا تو آپ نے مجھے اسلام کی تعلیم دی اور مجھے حکم دیا کہ پانچ نماز پڑھا کروں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ نماز کے اوقات ایسے ہیں جن میں میں کام میں مشغول ہوتا ہوں آپ مجھے کسی ایسے جامع کام کا حکم فرمائیں کہ جب میں وہ کرلوں تو یہ میری طرف سے کفایت کر جائے تو حضور ﷺ نے فرمایا: حَافِظْ عَلَى الْعَصْرَيْنِ - وَمَا كَانَتْ مِنْ لُغَتِنَا- فَقُلْتُ: وَمَا الْعَصْرَانِ ؟فَقَالَ: صَلَاةٌ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَصَلَاةٌ قَبْلَ غُرُوْبِهَا ۔ عصرین کی نمازوں پر پابندی کرلو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! عصرین کیا ہیں کیونکہ عصرین ہماری لغت میں نہ تھا آپ نے ارشاد فرمایا: سورج نکلنے اور غروب ہونے سے قبل کی(دو) نمازیں۔((ابوداؤد حدیث:۴۲۸ کتاب الصلاۃ باب المحافظۃ فی وقت الصلوات احمد حدیث ۱۸۵۲۵ (الامن والعلی ص:۱۷۱))

جو لوگ حضور ﷺ کو اپنی مثل کہتے ہیں کسی کو ایک رکعت یا ایک سجدہ معاف کر کے دکھائیں تو پتہ چلے اگر حضور ﷺ بے اختیار تھے تو نمازیں کیسے معاف کردیں اس لئے کوئی مانے نہ مانے ہمارا عقیدہ تو یہ ہے

کنجی تمہیں دی اپنے خزانوں کی خدا نے   محبوب کیا مالک و مختار بنایا

بے یار و مددگار جنہیں کوئی نہ پوچھے   ایسوں کا تجھے یار و مددگار بنایا

حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ کا عقیدہ کہ سرکار جنت بھی عطا فرماتے ہیں:

عن ربيعة بن كعب الاسلمي رضي الله عنه قَالَ: كُنْتُ أَبِيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَأَتَيْتُهُ بِوَضُوْئِهِ وَحَاجَتِهِ فَقَالَ لِي: ((سَلْ)) فَقُلْتُ: أَسْأَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ قَالَ: ((أَوْ غَيْرَ ذٰلِكَ)) قُلْتُ: هُوَ ذَاكَ قَالَ: ((فَأَعِنِّي عَلَى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ ، حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رات کو رسول اللہ ﷺ کی

خدمت میں رہا کرتا تھا اور میں آپ کے پاس وضو کا پانی ضروریات لایا (دریائے رحمت جوش میں آیا) فرمایا ,,مانگ کیا مانگتا ہے،، میں نے عرض کی میں آپ سے جنت کی رفاقت مانگتا ہوں آپ نے فرمایا اس کے علاوہ اور کچھ میں نے کہا مجھے یہی کافی ہے آپ ﷺ نے فرمایا تو زیادہ سجدے کر کے اپنے معاملے میں میری مدد کر۔ مسلم حدیث-۴۸۹ کتاب الصلوۃ باب فضل السجود، مشکوۃ حدیث-۸۹۶ کتاب الصلوۃ باب السجود وفضلہ))

تجھ سے تجھی کو مانگ کر مانگ لی ساری کائنات
مجھ سا کوئی گدا نہیں تجھ سا کوئی سخی نہیں

رسول اللہ کا فرمانا ,,مانگ کیا مانگتا ہے،، اس پر دلالت کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا اور آخرت کی تمام نعمتیں آپ کی ملک اور اختیار میں دے دی تھیں کہ جس کو چاہیں جتنا چاہیں (بشرط موافقت تقدیر) عطا کردیں

شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے جو مطلقا فرمایا کہ ,,مانگو،، اور اسے کسی خاص مطلوب کے ساتھ مقید نہیں کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام امور رسول اللہ ﷺ کے مکرم ہاتھ میں ہیں۔ جو کچھ چاہتے ہیں جس کو چاہتے ہیں اپنے پروردگار کے اذن سے عطا فرماتے ہیں۔ (اشعۃ اللمعات)

لاورب العرش جس کو جو ملا ان سے ملا
بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی

ایک طرف صحابہ کرام کا اور ائمہ اہل سنت کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ دنیا جہاں کی تمام نعمتیں یہاں تک کہ جنت بھی عطا کرنے کا اختیار رکھتے ہیں لیکن دوسری طرف اہل بدعت کا عقیدہ ہے کہ ,,جس کا نام محمد یا علی ہے اسے کسی چیز کا اختیار نہیں،، (تقویۃ الایمان) لہذا یہ لوگ ہرگز سنی نہیں ہو سکتے ان کے اور صحابہ کے عقیدہ میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ نبی کریم ﷺ کے اختیار کے متعلق چند احادیث اور ملاحظہ ہوں۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا عقیدہ کہ حضور ﷺ قاسم نعمت ہیں:

عن معاوية رضى الله عنه قال: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: مَنْ يُرِدِ اللهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ وَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَاللهُ يُعْطِي حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اس کو دین کا فقیہ بناتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں اللہ دیتا ہے۔ (بخاری کتاب العلم حدیث:۷۱) (مسلم کتاب زکاۃ الحدیث:۱۰۳۸) (مشکاۃ کتاب العلم الحدیث:۲۰۰)

اس سے معلوم ہوا کہ دین و دنیا کی ساری نعمتیں علم، ایمان مال، اولاد وغیرہ دیتا اللہ ہے بانٹتے حضور ہیں جسے جو ملا حضور کے ہاتھوں ملا کیونکہ یہاں نہ اللہ کی دین میں کوئی قید ہے نہ حضور کی تقسیم میں لہذا یہ خیال غلط ہے کہ آپ صرف علم بانٹتے ہیں ورنہ پھر لازم آئے گا کہ خدا بھی صرف علم ہی دیتا ہے خیال رہے کہ حضور کی عطا یکساں ہے مگر لینے والوں کے لینے میں فرق ہے بجلی کی پاور یکساں آتی ہے مگر مختلف طاقتوں کے بلب بقدر طاقت پاور کھینچتے ہیں پھر جیسا بلب کا شیشہ ویسا اس کا رنگ حنفی شافعی ایسے ہی قادری چشتی ہیں مختلف رنگ کے مگر سب میں پاور ایک ہی ہے ایک ہی سمندر سے تمام دریا ہے مگر راستوں کے لحاظ سے اُن کے نام الگ الگ ہو گئے ایسے ہی قادری چشتی اُن سینوں کے نام ہیں جن سے یہ فیض آرہا ہے۔ (مرآۃ شرح مشکاۃ از مفتی احمد یار خاں رحمۃ اللہ ۱/۱۸۷)

لاورب العرش جس کو جو ملا ان سے ملا

(۱) چھ ماہ بکرے کی قربانی بالعموم جائز نہیں ہے لیکن رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبُردہ رضی اللہ عنہ کو چھ ماہ کے بکرے کی قربانی کی اجازت دے دی (حدیث بخاری ۹۶۸) الامن والعلیٰ:۱۵۹)

(۲) مسجد نبوی میں کسی کے گھر کے (چھوٹے) دروازے کی اجازت نہیں لیکن حضرت ابوبکر کو دروازہ رکھنے کی اجازت دے دی۔ (بخاری حدیث:۳۹۰۴ مسلم ۲۳۸۲ مشکوٰۃ:۶۰۱۹)

(۳) حرم مکہ کے درختوں کو کاٹنا بالعموم ممنوع ہے لیکن حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی درخواست پر رسول اللہ ﷺ نے اذخر کاٹنے کی اجازت دے دی۔ بخاری حدیث ۳۱۸۹، مسلم ۱۳۵۳، موطا ۱۵۲/۷) الامن والعلیٰ:۱۵۵

(۴) ہر عورت کو شوہر کی وفات کے بعد چار ماہ دس دن سوگ کرنا لازم ہے لیکن حضرت اسماء بنت عمیس پر سوگ معاف فرما دیا۔ (شرح زرقانی علی الواہب جلد ۵ ص:۳۲۵) (طبقات ابن سعد، الامن والعلیٰ:۱۶۱)

(۵) مہر شرعی کا کم از کم دس درہم از قبیل مال ہونا ضروری ہے لیکن ایک صحابی کے لئے ناداری کی وجہ سے صرف تعلیم قرآن کو مہر قرار دیا۔ ابو داود حدیث ۲۱۱۱-۲۱۱۳ کتاب النکاح باب قلۃ المہر، الامن والعلیٰ:۱۶۳

(۶) نکاح کے لئے کم از کم دس درہم ضروری ہیں لیکن حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے لئے صرف ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے اسلام کو مہر قرار دیا۔ (شرح الزرقانی علی المواہب جلد ۵ ص:۳۲۸،)

(۷) ایک صحابی اور صحابیہ کا باہمی رضامندی سے بغیر کسی مہر کے نکاح فرما دیا۔
ابو داود حدیث ۲۱۱۷ کتاب النکاح باب فیمن تزوج ولم یسم صداقا

(۸) روزہ کے کفارہ کو صدقہ کرنا واجب ہے لیکن ایک صحابی کے لئے ناداری کی وجہ سے روزہ کے کفارہ کو خود انہیں کے لئے کھانا جائز قرار دیا۔ (بخاری حدیث:۱۹۳۶ کتاب الصوم مسلم حدیث ۱۱۱۱ کتاب الصیام مشکوٰۃ حدیث ۲۰۰۴ کتاب الصوم باب تنزیہ الصوم (الامن والعلیٰ ص:۱۶۳-۱۶۴)

(۹) دو سال کی عمر کے بعد دودھ پینے سے بالعموم رشتہ رضاعت ثابت نہیں ہوتا لیکن حضرت سالم کو بلوغت کے بعد جوانی میں سہلہ بنت سہیل نامی ایک صحابیہ کا دودھ پینے کی اجازت دے دی اور حضرت سہلہ کو ان کی رضاعی ماں بنا دیا۔ (مسلم ۱۴۵۳-۱۴۵۴ کتاب الرضاع باب رضاعۃ الکبیر، الامن والعلیٰ ص:۱۶۴)

(۱۰) مردوں کے لئے ریشم پہننا بالعموم حرام فرما دیا (ترمذی ۱۷۲۰) لیکن حضرت زبیر اور حضرت عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہما کو خارش کی بنا پر ریشم پہننے کی اجازت دی۔ (بخاری ۵۸۳۹ کتاب الاشربۃ، مسلم ۲۰۷۶ کتاب اللباس، مشکوٰۃ ۴۳۲۶، الامن والعلیٰ ۱۶۵)

(۱۱) مردوں کے لئے سونا بالعموم حرام کر دیا لیکن حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کو سونے کی انگوٹھی پہننے کی اجازت دی۔
(احمد ۱۸۱۲۸ سلسلہ احادیث الصحیحہ:۱۷۵۱، الامن والعلیٰ:۱۶۶) ابن ابی شیبہ ۲۸۱/۸

(۱۲) بغیر جہاد کے کسی شخص کو مال غنیمت سے حصہ نہیں ملتا لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا (آپ کی صاحبزادی) کی تیمارداری میں مشغول رہنے کی بنا پر غزوہ بدر میں شرکت کے بغیر مال غنیمت میں سے حصہ عطا فرمایا۔ (بخاری حدیث ۳۶۹۸ کتاب المناقب، مشکوٰۃ ۶۰۸۰ ابو داود حدیث ۲۷۲۶ کتاب الجہاد، مشکوٰۃ ۴۰۳۱، الامن والعلیٰ ص:۱۶۹)

(۱۳) قاضی کے لئے بالعموم تحائف لینا جائز نہیں لیکن حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو تحائف لینے کی اجازت دی۔
(شرح الزرقانی علی المواہب جلد ۵ ص:۳۲۸، الامن والعلیٰ ص:۱۶۹، ۱۷۷)

(۱۴) میت پر نوحہ کرنا منع ہے لیکن جب حضرت ام عطیہ نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ زمانہ جاہلیت میں آل فلاں نے نوحہ کرنے میں میری مدد کی تھی اب میرے لئے ان پر نوحہ کرنا ضروری ہے تو آپ نے اُن کے لئے نوحہ کرنے کی اجازت دے دی۔

مسلم حدیث ۹۳۷ کتاب الجنائز باب التشدید فی النیاحۃ، احمد ۲۰۲۸۳، الامن والعلی ص۱۹۰

(۱۵) ہر مسلمان پر روزہ طلوع فجر سے شروع ہوتا ہے لیکن آپ ﷺ حضرت انس رضی اللہ عنہ کو طلوع آفتاب کے وقت روزہ رکھنے کی اجازت دی۔

شرح الزرقانی علی المواہب جلد۵ ص:۳۲۸، مطبوعہ دار المعرفہ بیروت

(۱۶) رمی جمرات کے دوران منیٰ میں رات گذارنا ضروری ہے لیکن بنو عباس اور بنو ہاشم کے ذمہ زمزم کا پانی پلانے کی خدمات تھیں اس لئے آپ نے انہیں ان ایام میں رات کو منیٰ سے جانے کی اجازت دے دی۔ شرح الزرقانی علی المواہب جلد۵ ص:۳۲۸،

(۱۷) اللہ تعالیٰ نے صرف حالتِ جنگ میں نماز کو قصر کرنے کی اجازت دی ہے (سورۃ النساء آیت ۱۰۱) لیکن آپ نے سفر شرعی میں قصر کو واجب کردیا خواہ حالتِ امن ہو یا جنگ۔ مسلم حدیث ۶۸۶، مشکوۃ ۱۳۳۵ باب صلاۃ السفر

(۱۸) قرآن مجید نے بیٹی، ازواج اور چچا کے لئے ترکہ سے معین حصص کے ساتھ میراث کی ادائیگی کو فرض قرار دیا ہے لیکن آپ ﷺ نے اپنے ترکہ سے ورثاء کو حصص دینے سے منع فرمادیا۔ بخاری ۶۷۲۹-۶۷۳۰، مشکاۃ حدیث ۵۹۷۵

(۱۹) قرآن مجید نے ہر نماز کے لئے الگ الگ وقت معین کئے ہیں (سورہ النساء:۱۰۳) لیکن آپ ﷺ نے دوران حج عرفات میں ظہر کو عصر کے وقت میں اور مغرب کو عشاء کے وقت میں جمع کرنا فرض کردیا۔ بخاری شریف جلد ا ص:۲۲۵

(۲۰) قرآن مجید نے دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی لازم کی (سورہ بقرۃ آیت ۲۸۲) لیکن آپ نے حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی اکیلی اور تنہا گواہی کو کافی قرار دیا۔ (ابوداؤد حدیث ۳۶۰۷، الامن والعلی ص۱۹۲)

(۲۱) قرآن مجید نے ہر مسلمان مرد کو اپنی پسند کی چار عورتوں سے شادی کی اجازت دی (سورۃ النساء ۳) لیکن آپ ﷺ نے حیات فاطمہ رضی اللہ عنہا میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ابوجہل کی لڑکی کے ساتھ نکاح کرنے سے روک دیا۔ (بخاری حدیث ۳۱۱۰، ابوداؤد ۲۰۶۹-۲۰۷۰)

(۲۲) قرآن کریم نے وضو میں پیروں کے دھونے کو فرض قرار دیا (سورہ مائدہ آیت ۶) لیکن آپ ﷺ نے پیروں کو دھونے کی جگہ موزوں پر مسح بھی جائز قرار دیا۔ (مسلم ۲۷۶، مشکاۃ ۵۱۷، الامن والعلی:۱۷۳)

(۲۳) قرآن کریم نے حالت جنابت (جب غسل فرض ہو) میں مسجد میں داخل ہونے سے بالعموم منع فرمادیا (نساء:۴۳) لیکن رسول اللہ ﷺ نے اپنے علاوہ حضرت علی حضرت فاطمہ اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہم کو بھی حالت جنابت میں مسجد میں داخل ہونے کی اجازت دی۔ (ترمذی ۳۷۲۷، مشکوۃ ۶۰۹۸ طبرانی، الامن والعلی:۱۶۵)

قرآن کریم اور احادیث صحیحہ سے ہم نے اس پر بکثرت مثالیں پیش کی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو یہ اختیار دیا ہے کہ آپ عمومی احکام سے جس کو چاہیں خاص فرمالیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو صرف احکام شرعیہ بیان کرنے کے لئے ہی نہیں بلکہ احکام شرعیہ کا واضع اور شارح بنا کر بھیجا ہے۔

مزید تفصیل کے لئے شرح مسلم سعیدی جلد۲ ص:۷۸۳-۷۸۶ کا مطالعہ بھی کرسکتے ہیں)

مزارات کی حاضری:

س (۲) مسلمانوں پر اعتراض کیا جاتا ہے اور غیر اسلامی فتویٰ جاری کیا جاتا ہے کہ مزارات پر جانا شرک ہے اور ایمان کی کمزوری ہے (معاذ اللہ) اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ تم اللہ کو چھوڑ کر درباروں پر جاتے ہو حالانکہ ہم اللہ کو چھوڑ کر نہیں بلکہ اللہ کی مان کر مزارات پر جاتے ہیں۔

ج شرک کہتے ہیں برابری کو برابری تب ہوتی جب اللہ کی کوئی قبر ہوتی وہابی اللہ کی قبر پر جاتے اور سنی اولیاء اللہ کی قبروں پر پھر وہابیوں کا اعتراض درست ہوتا کہ جب اللہ کی قبر موجود ہے تو اس کی قبر چھوڑ کر ولیوں کی قبروں پر نہ جاؤ شرم سے ڈوب مرنا چاہئے ان کو جس کی قبر ہو وہ مخلوق ہوگا خالق نہیں ہوسکتا اور جو خالق ہو اس کی قبر نہیں ہوسکتی۔ مزارات پر جانا شرک نہیں بلکہ ایمان ہے زندگی میں بھی اللہ کے ولیوں کی زیارت کرنے والا اللہ کا محبوب بن جاتا ہے (مسلم حدیث 2567 مشکوۃ کتاب الادب باب الحب فی اللہ 5007) اولیاء اللہ کی طرف سفر کرنے سے سو آدمیوں کا قاتل بخش دیا گیا (بخاری (۳۴۷۰) مسلم (۲۷۶۶))

(اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ) (سورۃ الاعراف (۵۶) ترجمہ: اللہ کی رحمت نیک لوگوں کے قریب ہے۔

اولیاء کرام دفع البلا ہوتے ہیں: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿اِنِّی لَاَھُمُّ بِاَھْلِ الْاَرْضِ عَذَابًا فَاِذَا نَظَرْتُ اِلٰی عُمَّارِ بُیُوْتِی وَالْمُتَحَابِیْنَ فِیَّ وَالْمُسْتَغْفِرِیْنَ بِالْاَسْحَارِ صَرَفْتُ عَذَابِی عَنْھُمْ﴾ میں زمین والوں پر عذاب اتارنا چاہتا ہوں جب میں اپنے گھر آباد کرنے والوں اور میرے لئے محبت کرنے والوں اور پچھلی رات کو استغفار کرنے والوں کو دیکھتا ہوں تو اپنا غضب ان سے پھیر لیتا ہوں۔ (جامع صغیر ، والدیلمی، بیہقی الا والعلی ص:۵۵)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بیشک اللہ عزوجل نیک مسلمانوں کے سبب اس کے ہمسائے میں سو گھر والوں سے بلا دفع کرتا ہے۔ (رواہ الطبرانی)

قبروں کی زیارت اور اہل قبور کے وسیلہ دعا کرنا رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام کی سنت ہے سنی وہی ہوگا جو سنت پر عمل کرے جو فتوی لگائے مفتی، ڈاکٹر اور پروفیسر تو ہوسکتا ہے سنی لیکن نہیں ہوسکتا۔

حدیث: ۳ رسول اللہ ﷺ کا خود اپنے اور دیگر انبیاء کے وسیلہ سے دعا کرنا: جب مدینہ منورہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی والدہ کا انتقال ہوا تو نبی کریم ﷺ نے اس طرح دعا کی : ﴿اللہ الذی یحی ویمیت وھو حی لا یموت اِغْفِرْ لِاُمِّی فَاطِمَۃَ بِنْتَ اَسَدٍ وَلَقِّنْھَا حُجَّتَھَا وَوَسِّعْ عَلَیْھَا مَدْخَلَھَا بِحَقِّ نَبِیِّکَ وَالانبیاءِ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِی فَاِنَّکَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ﴾ اللہ ہی جلاتا ہے اور وہی مارتا ہے اور وہی زندہ ہے جسے موت نہیں آئے گی: اے اللہ اپنے نبی اور مجھ سے پہلے انبیاء کرام کے وسیلے سے میری ماں فاطمہ بنت اسد کی مغفرت فرما ان کو حجت القاء فرما اور ان کی قبر وسیع فرما بلاشبہ تو سب سے زیادہ رحم فرمانے والا ہے۔ اس حدیث کو امام طبرانی نے ''کبیر،، اور ''اوسط،، میں روایت کیا ہے اس میں ''روح بن صلاح،، نام کا ایک راوی ہے، امام ابن حبان اور امام حاکم نے اس کی توثیق کی ہے اور اس میں ضعف ہے اور باقی راوی حدیث صحیح کے راوی ہیں۔ (المفاہیم ص ۱۵۰) اس حدیث سے ثابت ہوگیا کہ نبی کریم ﷺ کے وسیلہ سے دعا کرنا نہ صرف حضرت آدم علیہ السلام بلکہ خود نبی کریم ﷺ کی سنت ہے۔ علامہ سید علوی علامہ مالکی صاحب لکھتے ہیں: کہ ہم نے اس حدیث اور دیگر احادیث میں دیکھا ہے کہ وہ حضرات انبیاء کرام جن کے حق کو نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے سامنے وسیلہ بنایا ہے وہ انتقال کر چکے تھے لہذا ثابت ہوا کہ اہل حق کے نزدیک زندہ و مردہ کو اللہ کی بارگاہ میں وسیلہ بنانا جائز ہے۔

حضرت مالک الدار جو حضرت عمر کے وزیر خوراک تھے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایک بار لوگوں پر قحط آ گیا ایک صحابی (حضرت بلال بن حارث مزنی) رسول اللہ ﷺ کی قبر پر گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! اپنی امت کے لئے اللہ تعالیٰ سے بارش کی دعا کیجئے کیونکہ وہ (قحط سے) ہلاک ہو رہے ہیں، نبی کریم ﷺ اس شخص کے خواب میں تشریف لائے اور فرمایا: عمر کے پاس جاؤ اُن کو سلام کہو اور یہ خبر دو کہ تم پر یقیناً بارش ہوگی۔ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں سیف نے فتوح میں روایت کیا ہے کہ جس شخص نے یہ خواب دیکھا تھا وہ یکے از صحابہ حضرت بلال بن حارث مزنی

تھے رضی اللہ عنہ (فتح الباری جلد ۲ ص ۴۱۵ صحیح البخاری کتاب الاستقاء، مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱۲ ص ۳۲، البدایہ والنہایہ ج ۱ ص ۹۱ حوادث عام ثمانیہ عشر، (الفاہیم مترجم از سید علوی مالکی ص ۱۵۲) لبدایہ والنہایہ از حافظ ابن کثیر ج ۷ ص ۹۱، ۹۲) اس حدیث کو حافظ ابن کثیر اور حافظ ابن حجر اور دونوں نے سنداً صحیح قرار دیا ہے اوران دونوں کی تصحیح کے بعد کسی تردد کی گنجائش باقی نہیں رہتی اور نہ کسی کا انکار درخور اعتناء ہے، علم حدیث میں حافظ ابن کثیر کی شخصیت موافقین اور مخالفین سب کے نزدیک مسلّم ہے اور حافظ ابن کثیر نے امام بیہقی کی اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور اس روایت میں یہ تصریح ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی قبر انور پر جا کر آپ سے بارش کی دعا کے لئے درخواست کی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہ واقعہ اور اپنا خواب بیان کیا اور حضرت عمر نے اس کو مقرر رکھا اور اس پر انکار نہیں کیا اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نزدیک بھی وصال کے بعد صاحب قبر سے دعا کی درخواست کرنا اوران کو وسیلہ بنانا جائز ہے۔

وصال کے بعد بھی اولیاء کرام کا فیض جاری رہتا ہے اوران سے مدد مانگنا جائز ہے: شارح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں: امام حاکم نے کہا میں نے ابوعلی نیشاپوری سے سنا کہ انہوں نے فرمایا: میں ایک مرتبہ سخت غمگین تھا کہ میں نے خواب میں نبی کریم ﷺ کا دیدار کیا آپ ﷺ نے فرمایا: ''یحیٰی بن یحیٰی کی قبر پر جاؤ ہاں جا کر استغفار کر اور سوال کر تیری حاجت پوری ہو جائے گی،، وہ فرماتے ہیں جب صبح ہوئی تو میں نے یہ کام کیا یعنی ان کی قبر پر حاضری دی تو میری حاجت پوری ہوگئی۔ (تہذیب التہذیب جلد ۱۱ ص ۲۶۰)

بلخ کا سوداگر اور بال مبارک: علامہ سخاوی اور علامہ عبد الرحمٰن صفوری فرماتے ہیں: بلخ میں ایک امیر کبیر سوداگر تھا اس کے دولڑکے تھے اس کے پاس نبی پاک ﷺ کے تین بال مبارک بھی تھے۔ جب وہ فوت ہوا تو دونوں لڑکوں نے جائیداد تقسیم کر لی اور ایک ایک بال مبارک بھی لے لیا اور تیسرے بال مبارک کے متعلق کہا اسے کاٹ کر آدھا آدھا لے لیتے ہیں۔ چھوٹے نے کہا اللہ کی قسم میں ایسا نہیں ہونے دوں گا۔ بڑے نے کہا کہ اگر تجھے ایسی ہی عقیدت ہے تو تو یہ تینوں بال لے لے اور اپنے حصہ کی جائیداد مجھے دے دے۔ چھوٹے نے کہا واہ رے قسمت مجھے اور کیا چاہئے۔ چنانچہ بڑے نے دولت لے لی اور چھوٹے نے بال مبارک وہ انہیں بڑے ادب واحترام سے رکھتا ان کی زیارت کرتا اور درود شریف پڑھتا۔ بڑے بھائی کا مال چند دنوں میں ختم ہوگیا۔ چھوٹے کے مال میں اللہ نے برکت دی اور وہ خوشحال ہوگیا۔ پھر جب وہ فوت ہوا تو کسی نے خواب میں نبی کریم ﷺ کا دیدار کیا اور ساتھ اسے بھی دیکھا تو نبی ﷺ نے فرمایا: اے میرے امتی لوگوں میں اعلان کردے کہ جس کو کوئی حاجت اور مشکل درپیش ہو تو وہ اس کی قبر پر حاضر ہو کر اللہ سے سوال کرے۔ (القول البدیع، نزہۃ المجالس۔ (آب کوثر از مفتی امین صاحب ص ۳۳۲)

شیخ عبد الحق محدث دہلوی لکھتے ہیں: امام شافعی فرماتے ہیں امام موسیٰ کاظم کی قبر قبولیت دعا کے لئے آزمودہ تریاق ہے۔ امام غزالی فرماتے ہیں ﴿مَنْ يُسْتَمَدُّ فِي حَيَاتِهِ يُسْتَمَدُّ بَعْدَ وَفَاتِهِ﴾ جس سے زندگی میں مدد مانگی جاسکتی ہے اس سے بعد وفات بھی مدد مانگی جاسکتی ہے۔ (حاشیہ مشکوۃ باب زیارت القبور)

امام شافعی فرماتے ہیں: میں امام ابوحنیفہ کی قبر سے برکت حاصل کرتا ہوں جب مجھے کوئی حاجت پیش آتی ہے تو دو رکعت نماز پڑھتا ہوں اوران کی قبر کے پاس اللہ سے سوال کرتا ہوں تو میری حاجت جلد پوری ہو جاتی ہے۔ (ردالمختار، تاریخ بغداد)

اولیاء کرام سے دشمنی اللہ سے دشمنی ہے اور مسلمانوں کو مشرک کہنے والا حدیث کی رو سے خود مشرک ہے۔

شرک کا فتویٰ لگانے والا خود مشرک ہوگا: حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ مِمَّا أَتَخَوَّفُ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ قَرَأَ القرآنَ حَتَّى إِذَا رُوِيَتْ بَهْجَتُهُ عَلَيْهِ وَكَانَ رِدَاءُهُ الإِسلامَ اعْتَرَاهُ إِلَى مَاشَاءَ اللهُ انْسَلَخَ مِنْهُ وَنَبَذَهُ وَرَاءَ ظَهْرِهِ وَسَعَى عَلَى جَارِهِ بِالسَّيْفِ وَرَمَاهُ بِالشِّرْكِ)) قَالَ:

قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللهِ أَيُّهُمَا أَوْلَى بِالشِّرْكِ الْمَرْمِيُّ أَوِ الرَّامِيْ ؟ قَالَ((بَلِ الرَّامِيْ)).
بیشک مجھے تم پر ایک ایسے شخص کا خوف ہے جو اتنا قرآن پڑھے گا کہ اس کے چہرے پر قرآن کی رونق بھی نظر آنے لگے گی اُس کا اوڑھنا بچھونا بھی اسلام بن جائے گا جب تک اللہ تعالی چاہے گا اس کو یہ حالت لاحق رہے گی پھر اس سے یہ حالت چھن جائے گی اور وہ شخص قرآن حکیم اور اسلام کو پس پُشت ڈال کر اپنے پڑوسیوں پر شرک کا فتوی صادر کر کے اُن سے جنگ کرے گا

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ اِن دونوں میں سے شرک کا حق دار کون ہوگا جن پر شرک کا فتوی لگے گا وہ، یا شرک کا فتوی صادر کرنے والا؟

نبی کریم ﷺ نے فرمایا بلکہ شرک کا فتوی صادر کرنے والا ہی شرک کا حق دار ہوگا۔

مسند ابو یعلی امام احمد بن حنبل اور یحی بن معین نے اس کی توثیق کی ہے۔(تفسیر ابن کثیر سورۃ الاعراف آیت (۱۷۵) ج ۲ ص ۲۷۵)

غیر مقلدین کے محدث ناصر الدین البانی نے اسے صحیح کہا ہے دیکھو سلسلہ صحیحہ نمبر 3201)

ان سے سوال کرو شفا دینے والا کون ہے تو وہ کہیں گے اللہ تو آپ ان سے کہیں جب بیمار ہوتے ہو تو اللہ کے پاس جاتے ہو یا ڈاکٹر کے پاس اگر کوئی کہے کہ تم اللہ کو چھوڑ کر ڈاکٹر کے پاس کیوں گئے ہو تو کیا شرک کر رہے ہو وہ کہیں گے نہیں ہم ڈاکٹر کو شفا کا ذریعہ سمجھتے ہیں اس لئے اس کے پاس آئے ہیں تو ہم بھی کہہ سکتے کہ ڈاکٹر جسمانی معالج ہے اور اولیاء روحانی معالج ہیں ہم اللہ کو چھوڑتے نہیں بلکہ اولیاء روحانی شفا کا ذریعہ ہیں

اولیاء کے در پہ ہم آئے تو منکر نے کہا — چھوڑ کر در اللہ کا شرک میں کیوں ہو مبتلا

اور خود پڑا بیمار جب تو چھوڑ کر در اللہ کا — ڈاکٹر کے در پہ جا پہنچا دوا کے واسطے

س — سودک والے گھر جانے سے کچھ لوگ منع کرتے ہیں اس کی وضاحت فرما دیں آپ کے جواب سے دل کو بہت تسلی ہوتی ہے کہ آپ ماشاء اللہ سنیت کا حق ادا کر رہے ہیں۔شہزاد عطاری شاہدرہ لاہور

ج — سودک والا گھر وہ ہے جس میں بچہ کی پیدائش ہوئی ہو اور یہ مدت زیادہ سے زیادہ چالیس دن ہوتی ہے اور کمی کی کوئی حد نہیں اکثر عورتوں کی یہ عادت ہے کہ جب تک چلہ پورا نہ ہولے اگر چہ نفاس کا خون ختم ہو گیا ہو نہ نماز پڑھتی ہیں نہ اپنے آپ کو نماز کے قابل جانتی ہیں یہ محض جہالت ہے چالیس دن سے پہلے جب بھی نفاس کا خون ختم ہو جائے اسی وقت نہا کر نماز شروع کر دیں اگر نہانے سے بیماری کا پورا اندیشہ ہو تو تیمم کر لیں۔تو اس گھر میں جانا شریعت کی رو سے تو کسی کو منع نہیں۔ہاں بعض عاملین ان کو عورتوں کو منع کرتے ہیں جن کو سایہ وغیرہ ہو یا جن کو اٹھرا کی بیماری ہو یعنی ان کو حمل نہ ٹھہرتا ہو یا ان کے بچے فوت ہو جاتے ہوں کہ وہ سودک والے گھر نہ جائیں یا بڑا گوشت نہ کھائیں تو یہ سب علاج کی بنا پر ہے نہ کہ شریعت کی رو سے تو ان کو احتیاط کرنی چاہئے یا بعض عورتوں کو وہم کی بیماری ہوتی ہے وہ کہتی ہیں کہ فلاں عورت ہمارے گھر آئی تھی اس وجہ سے بچہ بیمار ہو گیا ہاں نظر بھی برحق ہے لیکن سودک کے ساتھ خاص نہیں بعد میں بھی لگ سکتی ہے اس کی وجہ کیا ہے عورتیں جب کسی خوبصورت بچہ کو دیکھتی ہیں تو کہتی ہیں ,,و یکھ نی کنڈا سوہنا ای،، یہ ضروری نہیں کہ دوسروں کی نظر لگے اپنی بھی نظر لگ جاتی ہے تو اس لئے کوئی خوبصورت چیز نظر آئے دل کو اچھی لگی ایک تو حسد نہیں کرنا دوسرا فوراً مَا شَاءَ اللّٰهُ تَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنَ الْخَالِقِيْنَ پڑھنا ہے پھر نظر نہیں لگتی نظر اس وقت لگتی ہے جب ہم سنت پر عمل کرنا چھوڑ دیتے ہیں عورتوں کو سایہ کیوں ہو جاتا ہے اس لئے کہ پاکی پلیدی کا خیال نہیں رکھتیں اور اکثر بے نماز ہوتی ہیں خوشبو لگا کر باہر جاتی ہے اور وہ بھی ننگے سر نبی کریم ﷺ کو عورتوں کو خوشبو لگا کر گھر سے باہر نکلنے سے منع کیا ہے بازار تو بازار رہے مسجد میں بھی خوشبو لگا کر جانے کی اجازت نہیں۔جب تم میں سے کوئی عورت مسجد میں حاضری دے تو خوشبو نہ لگائے۔(مسلم 443 مشکوۃ کتاب الصلاۃ باب الجماعۃ حدیث 1060)عورت جب خوشبو لگا کر

کسی مجلس کے پاس سے گذرتی ہے تو وہ ایسی ایسی ہے یعنی زانیہ ہے۔(ابوداود، ترمذی مشکوۃ کتاب الصلاۃ باب الجماعۃ حدیث 1065)
دوسرے یہ آج کل جعلی پیروں نے دوکانداری بنا رکھی بلکہ ان میں اکثر جادو گھر ہوتے ہیں عورتیں ان کے پاس جاتی ہیں تا کہ اپنے خاوند یا سسر کے خلاف تعویذ کروانے یا اپنے کسی خاص مقصد کے لئے تو ان کو کوئی عورت پسند آ جاتی ہے تو وہ اسے عمل کے ذریعے قابو کر لیتے ہیں اس پر فتن دور میں عورتیں نہ درباروں پر جائیں اور نہ کسی کی مرید ہوں اور نہ کسی سے تعویذ لینے جائیں اگر تعویذ لینا ہی ہو تو آدمی جائیں عورت کا کیا کام ان کے پاس جانا۔ ان کو پتہ ہی نہیں مزار پر جانے کا طریقہ کیا ہے خوشبو لگا کر میکپ کر کے جاتی ہیں اور مزاروں پر سجدے کرتی ہیں۔ آج دیوبندی وہابی بھی پیری مریدی اور تعویذ دھاگہ کر رہے ہیں وہ اپنے خاوند اور اپنے والدین کی خدمت کرے وہی اس کے پیر ہیں اگر اس نے بیعت ہونا ہی ہے تو علماء کے مشورہ سے بیعت ہوں۔ جعلی پیروں کے شر سے بچانے کے لئے دعوت اسلامی کے نوجوان لوگوں کو بالکل مفت تعویذ دے رہے ہیں ان کا پیسہ اور ایمان دونوں بچا رہے ہیں اپنی مشکلات کے حل کے لئے تعویذات عطاریہ سے رجوع کریں۔

س طاہر القادری نے ۲۳ دسمبر کو مینار پاکستان پر تقریر کے دوران جب اذان ہوئی تو کہا اذانیں ہوتی رہیں گی شریعت میں اذان کے وقت کلام کرنا جائز ہے۔ اس کا یہ کہنا کہاں تک درست ہے۔ عبدالجبار آسوی شکر گڑھ شیران سلام پاکستان

ج ہماری شریعت میں تو ایسی کوئی بات نہیں ہاں اس شریعت میں یہ بات ہو سکتی ہے جو وہ باہر سے لے کر آئے جس شریعت کو ہم مانتے ہیں کاش اس کا مطالعہ شیخ المنہاج نے بھی کیا ہوتا تو ایسی بات نہ کرتے اور کچھ نہیں تو کم از کم بہار شریعت ہی پڑھ لیتے۔ صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

جب اذان ہو اتنی دیر کے لئے سلام کلام اور جواب سلام، تمام اشغال موقوف کر دے یہاں تک کہ قرآن مجید کی تلاوت میں اذان کی آواز آئے تو تلاوت موقوف کر دے اور اذان کو غور سے سنے اور جواب دے یونہی اقامت میں۔(درمختار، عالمگیری) راستہ چل رہا تھا کہ اذان کی آواز آئی تو اتنی دیر کھڑا ہو جائے سنے اور جواب دے(عالمگیری، بزازیہ) اگر چند اذانیں سنے تو اس پر پہلی ہی کا جواب ہے اور بہتر یہ ہے کہ سب کا جواب دے۔(درمختار، ردالمحتار) بہار شریعت حصہ سوم ص 473)

امام اہل سنت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے لکھتے ہیں،، جو اذان کے وقت باتوں میں مشغول رہے اس پر معاذ اللہ خاتمہ بُرا ہونے کا خوف ہے۔(فتاوی رضویہ) شیخ المنہاج اگر اذان جواب ان کی قسمت میں نہیں تھا تو نہ دیتے لیکن اپنی طرف سے نئی شریعت بنانا قائد انقلاب کے لئے ہرگز مناسب نہیں تھا انقلاب تو یہ ہے جو امیر اہل سنت مولانا الیاس قادری صاحب لے کر آئے ہیں مدنی انقلاب جس میں انہوں نے کروڑوں انسانوں کے سروں پر عمامے سفید لباس سنتوں کا شیدائی، نماز کا پابند اور رقص کرنے والوں ناچنے گانے والوں کو اس طرف سے ہٹا کر نبی کا نعت خواں اور سنتوں کا شیدائی بنا دیا ہے انقلاب تو وہ ہے جو حضور مفکر اسلام پروفیسر محمد حسین آسی رحمہ اللہ لے کر آئے ہیں کہ جب جماعۃ الدعوۃ والے سر عام اولیاء کرام کو گالیاں نکال رہے تھے اور انہیں مشرک اور مزاروں کو شرک کے اڈے کہہ رہے تھے اور سر عام اسلحہ کی نمائش ہوتی تھی۔ کسی کو ان کے خلاف لب کشائی کی جراءت نہیں ہوتی تھی یہاں تک کہ حکومت ان کے خلاف ایکشن لیتے ڈرتی تھی اللہ کے شیر اٹھا نعرہ تکبیر بلند کیا آپ نے شیران اسلام پاکستان کی تنظیم بنا کر اور الحقیقہ کا اجراء کر کے ان کے منہ میں لگام دی اور آج بھی شیران اسلام متحرک ہے کسی کی مجال نہیں کہ گستاخی کرے اور وہ بچ کر چلا جائے گویا آج بھی آسی صاحب زندہ ہیں کیونکہ ان کا مشن زندہ ہے آپ نے ہمیں یہی درس دیا ہے حق بات کہنی ہے نہ کسی مولوی سے ڈرنا ہے نہ کسی جعلی پیر سے نہ جابر حاکم سے۔ رسول اللہ ﷺ توں صدقے جان میری ایہہ فانی زندگی قربانی میری

اگر لوگوں کو سنتوں کا پابند نہ بنا سکیں بلکہ باغی بنائیں اور شریعت کا مقابلہ کریں تو ہمیں ایسے انقلاب کی کوئی ضرورت نہیں لوگوں کا مجمع لگا کر

سب کوخوش رکھنا تو کوئی کمال نہیں انکی ظاہری وباطنی اصلاح کرنا کمال ہے۔عربی کا مقولہ ہے﴿اِصْلَاحُ الرَّعِیَّۃِ اَنْفَعُ مِنْ کَثْرَۃِ الْجُنُوْدِ﴾ عوام کی اصلاح لشکروں کی کثرت سے زیادہ فائدہ مند ہے عوام کالانعام کا کوئی اعتبار نہیں یہ ہر ایک پیچھے لگ جاتی ہے۔اور مجمع دیکھ کر جوش میں باہوش رہنا کمال ہے۔

شیخ صاحب نے تقریر کرتے ہوئے کہا گستاخ رسول کے متعلق قانون 295c کی میں حمایت نہیں کرتا اور نہ اسے تشکیل میں میرا کوئی حصہ ہے۔پھر کہا یہ قانون میں نے بنایا ہے۔ایک جگہ کہا اس قانون کا اطلاق غیر مسلموں پر نہیں ہوتا اور دوسری جگہ کہا اس کا اطلاق کافر و مسلم سب پر ہوتا ہے سب واجب القتل ہیں۔ویڈیو کے لئے دیکھیں Fb.com\ismpak.pakistan) کتنا تضاد ہے ایک ہی تقریر میں کس بات پر اعتماد کیا جائے فرقہ پرستی کے خلاف خود کتاب لکھی ہے اور آج فرقہ پروری میں سب سے آگے ہیں۔علماء کو جوان پر اعتراض ہیں اپنے آپ کو علماء پینل میں پیش کریں اور اعتراضات کا جواب دیں لیکن کبھی اپنی صفائی پیش نہیں کریں گے آپ یہ پڑھ کر حیران ہوں گے کہ میں مدینہ منورہ میں تھا تو بہت بڑا منہاجی تھا اور ان کے رسالہ کا تاحیات رفیق تھا۔1995ء کا ریکارڈ چیک کریں میرا نام موجود ہوگا مجھے ان سے کوئی ذاتی دشمنی نہیں ہے مجھے کیا تکلیف ہوئی کہ میں نے ان سے کنارہ کشی کرلی بس یہی کہ سنیوں کا نام لیکر اہل سنت کو نقصان پہنچا رہے ہیں شیعوں کو خوش کر رہے ہیں اجماع امت کی مخالفت کر رہے ہیں۔

اذان کا جواب دینے والا جنتی ہوگیا: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک صاحب جن کا بظاہر کوئی بہت بڑا نیک عمل نہیں تھا، وہ فوت ہوگئے تو رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کی موجودگی میں فرمایا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالی نے اسے جنت میں داخل کردیا ہے۔اس پر لوگ متعجب ہوئے کیونکہ بظاہر ان کا کوئی بڑا عمل نہیں تھا۔چنانچہ ان کی بیوہ سے پوچھا گیا کہ ان کا کوئی خاص عمل بتایئے تو انہوں نے جواب دیا: اور تو کوئی خاص عمل مجھے معلوم نہیں صرف اتنا جانتی ہوں کہ دن ہو یا رات، جب بھی وہ اذان سنتے تو جواب ضرور دیتے تھے۔(ابن عساکر 413-40 نماز کے احکام ص ۱۴۴)

ایک چھوٹی سی غلطی سے شیخ صاحب کتنے بڑے ثواب سے محروم رہے اور دوسروں کو بھی محروم رکھا حدیث پاک میں ہے اذان کا جواب دینے سے ہر کلمہ کے بدلے میں عورتوں کو دس لاکھ اور مردوں کے بیس لاکھ درجے بلند کئے جاتے ہیں۔(طبرانی حدیث 28-*24-16) بہار شریعت حصہ سوم ص 463) اذان میں پندرہ کلمے ہیں تو اس لحاظ سے مردوں کو جواب دینے سے تین کروڑ درجے بلند ہوتے ہیں۔

ایک طرف نبی کریم ﷺ فرمارہے ہیں کہ اذان کا جواب دو(مسلم 384 مشکوۃ باب فضل الاذان حدیث 657) اذا سمعتم المؤذن فقولوا مثل ما یقول اس کے بعد جو مانگو ملے گا۔ابوداود لیکن دوسری طرف شیخ صاحب نے کہا کوئی ضرورت نہیں اذان کے دوران کلام جائز ہے کس کی مانیں جس کی ابتدا ہی غلط ہو انتہا کیا ہوگی؟

ایک آدمی کہہ رہا تھا کہ میں نے غازی ممتاز قادری کے متعلق طاہر القادری کے دلائل سنے میں تو مطمئن ہوں میں نے اس سے کہا کہ آپ کی تعلیم کیا ہے؟ کہا میں صرف حافظ ہوں۔میں نے کہا وہ تو بڑے بڑے مولویوں کو چکمہ دے جاتا ہے آپ اس کے آگے کیا چیز ہیں اور آپ کا مطمئن ہونا کیا حیثیت رکھتا ہے اگر اس کو سنا تھا تو اس کے ساتھ مفتی اشرف القادری اور ڈاکٹر اشرف آصف جلالی کو بھی سنا ہوتا پھر پتہ چلتا کہ کہاں کہاں اس نے دلائل میں قطع وبرید کی ہے۔میں آپ کو اس کی ایک مثال دیتا ہوں کہ ایک دن میں نے ٹی وی آن کیا شیخ المنہاج بڑے جوش وجذبہ سے خطاب فرمارہے تھے ابوداود کی حدیث آگے رکھی ہوئی تھی بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ یہودیوں کے پاس تشریف لے گئے کسی یہودی کے زنا فیصلہ سنانا تھا جب تورات لائی گئی تو آپ ﷺ ادباً اٹھ کر کھڑے ہوگئے۔مجھے شک گذرا کہ حدیث میں کچھ گڑبڑ ہے میں وہی حدیث جو آپ پڑھ رہے تھے کھولی

تا کہ تحقیق کروں لیکن میں حیران رہ گیا کہ اس میں کھڑے ہونے کے الفاظ ہی نہیں تھے۔ آپ کو بھی وہ حدیث بتا دیتا ہوں آپ خود اپنی آنکھوں سے ملاحظہ کر کے میری بات کی تحقیق کر سکتے ہیں۔ ابوداود کتاب الحدود باب فی رجم الیہودیین حدیث 3859 ج ۳ ص 321 مطبوعہ ضیاء القرآن۔ آپ اندازہ لگائیں جو شخص حدیث آگے رکھ کر اس طرح کی غلط بیانی کرتا ہوں میں اس کی کس بات پر اعتماد کروں۔ آپ کو علم ہونا چاہئے جو حدیث اپنی طرف سے بنا کر نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب کر دے اس کی سزا کیا ہے۔

اہل بیت اطہار کے علاوہ لفظ سید کا استعمال

س (ا) کیا اہل بیت اطہار کے علاوہ خلفاء راشدین یا دیگر صحابہ کے ساتھ لفظ سیدنا لکھنا جائز ہے یا نہیں اور نبی کریم ﷺ نے لفظ سیدنا صرف اہل بیت کے ساتھ استعمال فرمایا ہے پلیز وضاحت فرما دیں۔ غلام مصطفیٰ رتن پور شکر گڑھ۔ 03086302329

ج لفظ سیدنا اہل بیت کے ساتھ خاص نہیں نبی کریم نے خلفاء راشدین اور دیگر صحابہ کرام کو لفظ سید سے پکارا ہے اور اصحابہ کرام بھی ایک دوسرے کو سیدنا کہتے تھے

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابو بكر وعمر سَيِّدَا كُهُولِ اَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الاَوَّلِيْنَ وَالاخِرِيْنَ الا النبيينَ والمرسلينَ لا تُخْبِرْ هُمَا يَاعَلِيُّ مَادَامَ حَيَّيْنِ﴾ ابوبکر اور عمر اگلے پچھلے جنتی بوڑھوں کے سردار ہیں سوائے نبیوں اور رسولوں کے اے علی جب تک یہ زندہ ہیں انہیں مت بتانا۔ (ابن ماجہ 95 ،ترمذی 3665، مشکوۃ کتاب المناقب باب مناقب ابی بکر و عمر حدیث 6059)

یہاں لفظ سَيِّدَا ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے لئے استعمال ہوا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ابو بكر سَيِّدنا وخَيْرُنَا وَاَحَبُّنَا الى رسولِ الله ﷺ﴾ ابوبکر ہمارے سید ہیں ہم سے بہتر ہیں اور رسول اللہ ﷺ کو ہم سے زیادہ محبوب ہیں۔ ترمذی 3656 مشکوۃ کتاب المناقب حدیث 6027

حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ابو بكر سَيِّدنا واعتق يعني بلالا۔ ابوبکر ہمارے سید ہیں اور آپ نے ہمارے سید کو آزاد کیا یعنی بلال کو۔ بخاری حدیث 3794 مشکوۃ کتاب المناقب باب جامع المناقب حدیث 6259

یہاں لفظ سَيِّد ابوبکر کے علاوہ حضرت بلال کے لئے بھی استعمال ہوا

جب حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی خدمت ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: قُومُوا اِلَى سَيِّدِكُمْ اپنے سردار کی طرف اٹھو۔ بخاری 3043 مسلم 1768 مشکوۃ کتاب الجہاد باب حکم الاسراء حدیث 3963

یہاں لفظ سَيِّد سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے لئے استعمال ہوا ہے

عمومی دلائل سے امام حسین رضی اللہ عنہ بھی سَيِّدُ الشُّهَدَاءِ ہیں لیکن امام حسین رضی اللہ عنہ کو بارگاہ نبوت سے خصوصی طور پر سَيِّدا شباب اهل الجنة (جنتی نوجوانوں کے سردار) کا لقب ملا ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا سَيِّدُ الشُّهَدَاءِ حمزة بن عبدُالمطلب ورجل قام إلى إمام جائر فامره ونهاه فقتله شہداء کے سردار حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ ہیں اور ہر وہ شخص (سَيِّدُ الشُّهَدَاءِ) جو ظالم بادشاہ کے سامنے کھڑا ہوا اور اسے نیکی کا حکم دیا اور برائی سے روکا تو اس نے اسے قتل کر دیا۔ (مجمع الزوائد ۷/۲۶۶ طبرانی فی الاوسط حاکم ۴۸۸۴)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سَيِّدُ القومِ فی السفرِ خادِمُهُمْ سفر میں قوم کا سرداران کا خادم ہوتا ہے۔

(بیہقی مشکوۃ کتاب الجہاد باب حکم الاسراء حدیث 3925) یہاں عام مسلمانوں کے لئے بھی سَيِّد کا لفظ استعمال ہوا ہے

حضرت ابی بن کعب کو حضرت عبداللہ بن مسعود نے سید القراء کہا ہے۔ (ترمذی 1061 مشکوۃ کتاب الجنائز باب البکاء علی المیت 1755
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سَیِّدُ اِدامُکمُ الْمِلْحُ تمہارے سالن کا سردار نمک ہے۔ ابن ماجہ 3315 مشکوۃ کتاب الاطعمۃ حدیث 4239)
طبرانی میں ہے کہ دنیا میں تمہارے سالن کا سردار گوشت ہے۔ پینے کی چیزوں میں سردار پانی ہے۔

کیا اہل بیت کو صحابہ گالیاں دیتے تھے: س (۲) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور امام حسن رضی اللہ عنہ کی جو صلح ہوئی تھی اس کی تحریر اور حقیقت کیا تھی اور امام حسن رضی اللہ عنہ نے مجبور ہو کر بیعت کی تھی اور کیا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں اہل بیت کو منبروں پر گالیاں نکالی جاتی تھیں۔ غلام مصطفیٰ رتن پور شکر گڑھ

ج: معاذ اللہ کوئی صحابی حضرت علی اور اہل بیت کو گالی دینے کی جرأت نہیں کر سکتا اور نہ حضرت امیر معاویہ نے کسی کو گالیاں نکالنے کا حکم دیا یہ سب شیعوں کی بکواس ہے اور شیعہ خود حضرت علی کے گستاخ ہیں اور آپ کو گالیاں دیا کرتے تھے۔

شیعوں کی کتاب نہج البلاغہ میں ہے: غور سے سنو! عنقریب وہ تمہیں حکم دے گا کہ تم مجھے گالی دو اور مجھ سے بیزاری کا اظہار کرو (میں تمہیں اس بات کی اجازت دیتا ہوں) تم مجھے گالی دے دینا کیونکہ یہ میرے لئے گناہوں کا کفارہ اور تمہارے لئے ذریعہ نجات ہوگا۔ (نہج البلاغہ خطبہ ۵۷ ص ۹۲ مطبوعہ بیروت، مناقب ابن ابی شہر آشوب ج ۲ ص ۲۷۹ فی اخبارہ بالغیب) یہ بہت بڑی گستاخی اور دشمنی کی انتہاء ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے علی کو گالی دی اس نے مجھے گالی دی اور جس نے مجھے گالی دی اس نے اللہ کو گالی دی پس اس نے کفر کیا۔ (مناقب ابن شہر آشوب مطبع قم ص ۲۲۱ ج سوم فی سبہ)

اب ان من گھڑت روایات کے موجد خود ہی بتائیں کیا حضرت علی ایسی اجازت دے سکتے تھے جس کی وجہ سے کوئی شخص خود ہی کافر اور مرتد ہو جائے یہ سب شیعوں کی بکواس ہے۔

شیعہ کس حدیث سے استدلال کرتے ہیں: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد سے پوچھا آپ حضرت ابو تراب پر تنقید کیوں نہیں کرتے تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے تین ایسی باتیں یاد ہیں جو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمائی تھیں اس لئے میں ان پر کبھی تنقید نہیں کر سکتا کیونکہ اگر ان میں سے ایک بات بھی میرے لئے ہوتی تو وہ میرے لئے سرخ اونٹوں (کی قیمتی دولت) سے زیادہ محبوب ہوتی۔ پھر آپ نے تین فضائل ارشاد فرمائے۔ (۱) جب حضرت علی نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجھے بچوں اور عورتوں میں چھوڑ رہے ہیں غزوہ تبوک میں ساتھ کیوں نہیں لے جا رہے تو فرمایا: کیا تم اس بات سے راضی نہیں کہ تمہیں میرے ساتھ وہی نسبت ہو جو حضرت ہارون کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھی۔ (۲)
کل جھنڈا میں اس شخص کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے (۳) جب آیت مباہلہ نازل ہوئی تو نبی کریم ﷺ نے حضرت علی حضرت فاطمہ اور حسن و حسین رضی اللہ عنہم کو بلا کر فرمایا: اے اللہ! یہ میرے اہل (بیت) ہیں۔ مسلم حدیث 6096)

اس حدیث کے تحت امام نووی لکھتے ہیں کہ اس حدیث میں تاویل کرنا واجب ہے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے اس قول میں یہ تصریح نہیں کہ انہوں نے حضرت سعد کو ان پر تنقید کرنے کا حکم دیا تھا بلکہ ان سے تنقید نہ کرنے کا سبب دریافت کیا تھا آیا تم ان پر تقویٰ و پرہیز گاری کی وجہ سے تنقید نہیں کرتے یا اس کا کوئی اور سبب ہے اگر تم تقویٰ و پرہیز گاری کی وجہ سے تنقید نہیں کرتے تو تم حق پر ہو اور تمہارا نظریہ درست ہے اور اگر کوئی اور سبب ہے تو اس کو بیان کرو۔ اس حدیث کی دوسری تاویل یہ ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد سے یہ دریافت کیا کہ کیا وجہ ہے کہ تم حضرت علی کی رائے کو خطا نہیں کہتے اور لوگوں سے نہیں کہتے کہ ہماری رائے اور اجتہاد درست ہے اور حضرت علی کی رائے اور اجتہاد غلط تھا۔ (شرح مسلم نووی ج ۲ ص ۲۷۸) بتاؤ اس میں کونسی بات ہے جس سے شیعوں کی بات کی تائید ہوتی ہو۔

حضرت امیر معاویہ کا حضرت علی سے پیار: علامہ محمد بن محمود آملی اپنی کتاب ,,نفائس الفنون میں لکھتے ہیں کہ ایک بار حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حاضرین مجلس سے فرمایا: جو شخص حضرت علی کی تعریف میں ان کی شان کے لائق شعر کہے گا تو میں اسے فی شعر ایک ہزار دینار دوں گا ایک دینار ساڑھے چار ماشہ سونے کا ہوتا تھا حاضرین شعراء نے حضرت علی کی شان میں اشعار کہے اور خوب انعام لئے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہر شعر پر کہتے تھے علی اس سے بھی افضل ہیں یہاں تک کہ ایک شعر آپ کو اتنا پسند آیا کہ ایک ہی شعر پر عمرو بن عاص کو سات ہزار دینار دیا۔ (الناہیہ ص۲۹ خطبات محرم ص۳۱۱)

حضرت امیر معاویہ کا حضرت امام حسن سے پیار: مشکوۃ شریف کی شرح میں حضرت عبداللہ بن بریدہ سے روایت ہے کہ ایک بار حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے تو انہوں نے کہا کہ میں آپ کی خدمت میں اتنی نذر پیش کروں گا کہ اس سے پہلے کسی کو اتنا گفٹ نہیں دیا پھر انہوں نے چار لاکھ درہم حضرت امام حسن کی خدمت میں پیش کئے جسے آپ نے قبول فرمایا: (الناہیہ ص۲۷ خطبات محرم ص۳۱۰) ایک درہم ساڑھے تین ماشہ چاندی کا ہوا کرتا تھا۔ مفتی احمد یار خاں شرح مشکوۃ میں لکھتے ہیں: جب حضرت امام حسن امیر معاویہ کے پاس آتے تو امیر معاویہ انہیں اپنی جگہ بٹھاتے خود سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو جاتے کسی نے پوچھا آپ ایسا کیوں کرتے ہیں فرمایا امام حسن ہم شکل مصطفی ﷺ ہیں میں مشابہت کا احترام کرتا ہوں۔ (مراۃ ج۸ ص۳۸۰)

حضرت عبداللہ بن مبارک امام اعظم ابوحنیفہ کے شاگردوں میں سے ہیں ان سے پوچھا گیا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ افضل ہیں یا حضرت عمر بن عبدالعزیز تو آپ نے جواب دیا: حضور ﷺ کے ساتھ جہاد کے موقع پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کی ناک میں جو غبار داخل ہوا وہ ایسے حضرت عمر بن عبدالعزیز سے افضل ہے۔ (الناہیہ ص۱۶ خطبات محرم ص۳۰۶ مفتی جلال الدین امجدی)

حضرت امام حسن کا بیعت کرنا مجبوراً نہیں تھا: حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے مجبور ہو کر بیعت نہیں کی تھی بلکہ اپنی خوشی سے بیعت کی تھی یہ سپردگی قلت وذلت سے نہیں تھی اس لئے کہ چالیس ہزار سپاہی جان قربان کرنے کی بیعت آپ کے ہاتھ پر کر چکے تھے (حاشیہ بخاری ج۱ ص۵۳۰) آپ شیر تھے اور شیر کے بیٹے تھے کسی سے ڈرنے والے نہیں تھے جو کہے کہ آپ نے ڈر کر یا مجبوراً بیعت وہ آپ کی توہین کرتا ہے آپ کے بھائی حضرت امام حسین نہیں ڈرے تو آپ کیسے ڈرتے اگر امیر معاویہ کو غلط سمجھتے تو حضرت امام حسین کبھی ان کی بیعت نہ کرتے۔ کیونکہ یہ خلافت کا منصب ایک امانت ہے اہل بیت شہادتیں تو پیش کر سکتے ہیں امانت میں خیانت نہیں ہونے دیتے۔ اگر کوئی بدبخت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو نااہل قرار دے تو الزام دونوں شہزادوں پر آجائے گا کہ آپ نے نااہل کو خلافت کیوں سپرد کی اور امت کی باگ ڈور ان کے ہاتھ کیوں دی۔ اور نبی کریم ﷺ نے امام حسن کے اس فعل کی تعریف ان الفاظ سے کی تھی کہ ﴿میرا یہ بیٹا سردار ہے امید ہے کہ اللہ تعالی اس کے ذریعہ مسلمانوں کی دو جماعتوں کی صلح کرا دے گا۔﴾ مشکوۃ 6144، بخاری حدیث 2704)

مفتی شریف الحق امجدی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ: آپ نے بلا جبر و اکراہ صرف مسلمانوں کو خون خرابہ سے بچانے کے لئے خلافت حضرت معاویہ کو سپرد کر دی یہ اس کی دلیل ہے کہ حضرت معاویہ سچے مومن تھے اگر معاذ اللہ وہ منافق ہوتے تو امام حسن مجتبی کبھی بھی اتنی آسانی سے انہیں خلافت سپرد نہ فرماتے۔ (نزہۃ القاری شرح بخاری ۳)

مفتی احمد یار خاں شرح مشکوۃ میں لکھتے ہیں: اس فرمان میں اس طرف اشارہ ہے جو حضرت علی کی شہادت کے بعد پیش آیا کہ آپ کے ہاتھ پر چالیس ہزار نے بیعت کر لی تھی۔ قلت اور ڈر سے آپ پاک تھے امیر معاویہ سے جنگ کی تیاری کی تھی کہ آپ نے امیر معاویہ کے حق میں سلطنت سے دست برداری کر لی آپ کے بعض ساتھیوں پر یہ بات بہت گراں گزری حتی کہ کسی نے آپ سے کہا کہ ہے مسلمانوں کی عار آپ نے فرمایا صرف اس خیال

سے آپ نے یہ کام کیا کہ نانا جان کی امت میں قتل وخون نہ ہوان دونوں جماعتوں کومسلمان فرمانے میں یہ بتایا گیا کہ امیر معاویہ اورامام حسن یہ دونوں اوران کی جماعتیں مسلمان ہوں گی۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالی نے حضورﷺ کوعلم غیب بخشے کہ آنے والے کی خبر اس وضاحت سے دی یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور ﷺ اس صلح سے راضی وخوش ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ امام حسن کی دست برداری صحیح ہے جب درست برداری درست ہے تو امیر معاویہ کی سلطنت بھی درست ہے مذہب اہل سنت یہ ہے کہ اولاً امیر معاویہ باغی تھے امام حسن کی دست برداری کے بعد آپ پہلے سلطان المسلمین ہوئے خلافت راشدہ امام حسن پر ختم ہوگئی۔ اس صلح کے وقت امیر معاویہ نے ایک سادہ کاغذ بھیجا اور فرمایا آپ جو شرائط صلح چاہیں اس پر لکھ دیں مجھے منظور ہے۔ (مراۃ ج۸ ص۳۸۱)

صلح کی دفعات: مفتی شریف الحق امجدی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں: صلح کی دفعات میں سب سے اہم دفعہ یہ تھی کہ حضرت امیر معاویہ کے انتقال کے بعد خلافت امام حسن کی طرف لوٹ آئے گی مگر اللہ عزوجل کی شان بے نیازی کہ آپ حضرت امیر معاویہ کی حیات میں ہی شہید کردیئے گئے۔ اس صلح پر ساری دنیا باغ باغ ہوگئی اور اس سال کا نام سنۃ الجماعۃ رکھا گیا۔

امام جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں: حضرت امام حسن حضرت علی کی شہادت کے بعد چھ ماہ خلافت کے منصب پر فائز رہے اور پھر خلافت امیر معاویہ سپرد کردی شرائط یہ تھیں: حضرت امیر معاویہ کے انتقال کے بعد خلافت امام حسن کی طرف لوٹ آئے گی (۲) مدینہ عراق اور حجاز کے باشندوں سے مزید کوئی ٹیکس نہیں لیا جائے گا صرف وہی ٹیکس لیا جائے گا جو حضرت علی کے زمانہ سے لیا جارہا ہے۔ (۳) حضرت حسن کے ذمہ جو قرض ہے اس کی تمام تر ادائیگی امیر معاویہ کریں گے۔ تاریخ الخلفاء

مجبورا بیعت کرنے کے جھوٹے قصے اور من گھڑت افسانے ہیں جو شیعوں نے مشہور کئے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ صحابہ کو بدنام کر رہے ہیں ان کو یہ پتہ نہیں چلتا کہ ہم اہل بیت کی توہین کر رہے ہیں۔ اسی طرح حضرت علی کے بارے میں یہ کہتے ہیں، ,حضرت علی نے موت سے ڈرتے ہوئے مجبورا بیعت صدیق کی تھی۔ (احتجاج طبری بالفاظ ص ص۵۴) حضرت علی کے گلے میں رسی ڈال کر بیعت صدیق کی تھی۔ (جلاء العیون ج ۱ ص ۲۱۹) شیعوں نے امام حسن کو مذل المومنین (مومنوں کو ذلیل کرنے والا) کہا (رجال کشی ص ۱۰۳) امام حسن کی ران پر نیزہ مار کر زخمی کیا اور آپ کا تمام مال لوٹ لیا۔ (کشف الغمہ ج ۱ ص ۵۳۹) امام حسن کو مذل المومنین کہنے والے کیا اہل بیت کے محب ہوسکتے ہیں ہرگز نہیں۔

کیا اعلی حضرت نے علامہ اقبال اور قائد اعظم کو کافر کہا: س ایک لڑکا کہہ رہا تھا کہ اعلی حضرت نے علامہ اقبال اور قائد اعظم کو کافر کہا وہ ایک کتاب ,,تجانب اہل سنت،، کا نام لیتا تھا میں نے اس کا ثبوت مانگا تو وہ مجھے گالیاں نکالنے لگا۔ اس کی وضاحت فرمادیں۔
اسد رضوی شکر گڑھ

ج اس نے گالیاں ہی نکالنی تھیں کیونکہ اس کے پاس کوئی ثبوت تو نہیں تھا اگر ہوتا تو پیش کرتا وہ جھوٹا تھا قیامت تک ثبوت پیش نہیں کرسکتا اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ہوتی ہے اب ثبوت تو میں پیش کروں گا کہ کس نے قائد اعظم کو کافر کہا آپ نے اچھا کیا ایک اللہ کے ولی کا دفاع کیا اللہ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو کسی مسلمان کو کسی منافق سے محفوظ رکھے تو قیامت کے دن اللہ تعالی ایک فرشتہ بھیجے گا جو اس کے گوشت کی دوزخ کی آگ سے حفاظت کرے گا اور جو کسی مسلمان کو تہمت لگائے اس کی بے عزتی کا ارادہ کرتا ہو تو اللہ تعالی اسے دوزخ کے پل پر روکے گا حتی کہ وہ اپنی اس بات سے باہر آجائے۔ (ابوداود مشکوۃ کتاب الادب باب الشفقۃ 4986) جس کے پاس اس کے مسلمان بھائی کی غیبت کی جائے اور وہ اس کی مدد پر قادر ہو پھر وہ اس کی مدد کرے تو اس کی دنیا اور آخرت میں مدد کرے گا۔ (کتاب الادب باب الشفقۃ 4980)

غزالی زماں علامہ احمد سعید کاظمی لکھتے ہیں: تجانب اہل سنت غیر معروف شخص کی تصنیف ہے جو ہمارے نزدیک قطعاً قابل اعتماد نہیں اس کا کوئی حوالہ ہم

پر حجت نہیں ہم کئی سال سے وضاحت کر چکے ہیں ہم اس کے کسی حوالہ کے ذمہ دار نہیں۔(قلمی یادداشت تحریر ۱۹۸۲ء)

امام اہل سنت امام احمد رضا رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ لوگ ناچار عوام مسلمین کو بھڑکانے کے لئے یہ چال چلتے ہیں کہ علمائے اہل سنت کے فتوی کفر کا کیا اعتبار یہ ذرہ ذرہ سی بات پر کافر کہہ دیتے ہیں ان کی مشین میں کفر کے فتوی ہی چھپتے ہیں اسماعیل کو کہہ دیا، عبدالحی کو کہہ دیا، شاہ عبدالعزیز کو کہہ دیا، شاہ ولی اللہ کو کہہ دیا، مجدد الف ثانی کو کہہ دیا، غرض جسے جس کا معتقد پایا اس کے سامنے اسی کا نام لے لیا کہ انہوں نے اسے کافر کہہ دیا۔(تمہید ایمان ص ۴۹) پتہ چلا کہ الزام تراشی کا سلسلہ آج شروع نہیں ہوا کہ اعلیٰ حضرت کے دور سے ہی شروع ہو چکا تھا اس لئے ان لوگوں کا کوئی اعتبار نہیں

ایک بار کسی نے امام احمد رضا کے صاحبزادہ مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا خاں سے اقبال کے کفر کی بابت سوال کیا تو آپ نے فرمایا جس نے یہ شعر کہا ہے اسے کافر کیسے کہا جائے۔ بمصطفیٰ برساں خویش را کہ ہمہ اوست اگر باو نہ رسیدی تمام بولہبی است۔ اپنے آپ کو نبی کریم ﷺ تک پہنچا دے کہ آپ مکمل دین ہیں اور اگر تیری آپ تک رسائی نہ ہو سکی تو سمجھ لینا سب کچھ بولہبی یعنی بے دینی ہے۔

امام اہل سنت اس کو یوں بیان کرتے ہیں: قرآن تو بتاتا ہے ایمان انہیں اور ایمان یہ کہتا ہے میری جان ہیں یہ

صدر مدرسہ دیوبند حسین احمد مدنی نے ۲۷ اکتوبر ۱۹۴۵ کو مسلم لیگ میں مسلمانوں کی شرکت کو حرام قرار دیا اور قائد اعظم کو کافر اعظم لقب دیا۔(مجموعہ مکالمۃ الصدرین ص ۴۸) حسین احمد مدنی کی پیروی اور مذکورہ فتوی کی تائید میں مجلس احرار نے بھی قائد اعظم کو کافر کہنا شروع کر دیا یہ شعر بھی مظہر علی اظہر سے منسوب ہے جو احرار میں ایک ممتاز شخصیت ہیں۔ اک کافرہ کے واسطے اسلام کو چھوڑا یہ قائد اعظم ہے کہ ہے کافر اعظم۔(معاذ اللہ)

علامہ اقبال نے خود دیوبندیوں کے متعلق کیا کہا: اعلیٰ حضرت کے صاحبزادے مولانا شاہ محمد حامد رضا کی ۱۹۳۴ء میں مسجد وزیر خاں لاہور میں فیصلہ کن مناظرہ کے موقع پر علامہ اقبال سے ملاقات ہوئی تو حضرت موصوف نے اقبال کے سامنے دیوبندیوں کی عبارتیں پڑھیں تو اقبال نے بے ساختہ کہا کہ ,,مولانا یہ عبارت ایسی گستاخانہ ہیں کہ ان لوگوں پر آسمان کیوں نہیں ٹوٹ پڑتا، ان پر تو آسمان ٹوٹ پڑنا چاہئے،، (دعوت فکر منشا تابش قصوری ص ۳۵) علامہ اقبال کی اس بات سے پتہ چلتا ہے کہ وہ عقائد دیوبند سے کتنے متنفر اور بیزار تھے۔

ایک تاریخی و تحقیقی حوالہ: علامہ اقبال قادری نے فرمایا: قادیان اور دیوبند اگرچہ ایک دوسرے کی ضد ہیں لیکن دونوں کا سرچشمہ ایک ہے اور دونوں اس تحریک کی پیداوار ہیں جسے عرف عام میں وہابیت کہا جاتا ہے۔(اقبال کے حضور از نذیر نیازی ص ۲۶۲ مطبوعہ اقبال اکیڈمی کراچی)

علامہ اقبال قادری نے فرمایا: میرا وضاحتی بیان ہے کہ میں کٹر حنفی ہوں اپنی صفائی میں یہ وضاحت ضروری سمجھتا ہوں کہ میں اور میرے خاندان کی نسبت حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ سے ہے۔(خطاب جلسہ عام موچی دروازہ لاہور ۱۹۲۵ء) ماہنامہ ضیائے حرم اپریل ۱۹۷۵ء)

علامہ اقبال نے اعلیٰ حضرت کے متعلق کیا کہا: علامہ اقبال قادری نے فرمایا: وہ (امام احمد رضا بے حد ذہین اور باریک بین عالم دین تھے۔ فقہی بصیرت میں ان کا مقام بہت بلند تھا ان کے فتاوی کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ کس قدر اعلیٰ اجتہادی صلاحیتوں سے بہرہ ور اور پاک وہند کے نابغہ روزگار فقیہ تھے ہندوستان کے اس دور کے متاخرین میں ان جیسا طباع اور ذہین فقیہ بمشکل ملے گا۔(مقالات یوم رضا حصہ سوم ص ۱۰)

ان سے جلنے والوں کے گل ہو گئے چراغ — احمد رضا کی شمع فروزاں ہے آج بھی
مدت ہوئی آپ کو پردہ کئے ہوئے — اب تک ہر بزم میں چرچا رضا کا ہے

علامہ اقبال نے حسین احمد دیوبندی کے متعلق کہا:

عجم ہنوز نداند رموزِ دین ورنہ　　　ز دیو بند حسین احمد ایں چہ بوالعجی است

سرود بر سرِ منبر کہ ملت از وطن　　　چہ بے خبر مقام محمد عربی است ﷺ

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ ہمہ اوست　اگر باو نہ رسیدی تمام بولہبی است ۔اپنے آپ کو نبی کریم ﷺ تک پہنچادے کہ آپ مکمل دین ہیں اور اگر تیری آپ تک رسائی نہ ہوسکی تو سمجھ لینا سب کچھ بولہبی یعنی بے دینی ہے۔

لیکن

دوسری طرف امام احمد رضا کا کلام جب آپ کے سامنے پڑھا گیا خدا کی رضا چاہتے ہیں دوعالم اور خدا چاہتا ہے رضائے محمد تو اس پر اس طرح تضمین فرمائی

تماشا تو دیکھو کہ دوزخ کی آتش　　　لگائے خدا اور بجھائے محمد ﷺ

تعجب کی جا ہے کہ فردوس اعلیٰ　　　بنائے خدا اور بسائے محمد ﷺ

(نوادر اقبال ص ۴۷ سر سید بک ڈپو علی گڑھ)

اہل حدیث یا منکر حدیث:　　س　　الحمدللہ ہم الحقیقہ بڑے ذوق شوق سے پڑھتے ہیں بلکہ ہر مہینے اس بیس کا پیاں لے کر تقسیم کرتے ہیں بالخصوص مسائل دینیہ میں آپ کے سوالوں کے جواب بڑے تحقیق شدہ اور مدلل ہوتے ہیں ہم اس سے بہت مستفید ہورہے۔آپ کا بڑا شکریہ کہ آپ نے ہمیں ٹائم عنایت فرمایا اور ہماری بات سنی علماء تو ہماری بات ہی نہیں سنتے۔ہم نے ایک غیر مقلد کے سامنے دسمبر کا الحقیقہ رکھا جس میں میت کے لئے قرآن خوانی کا ثبوت تھا اور ہم نے اس سے کہا کہ اس کا جواب دے وہ جواب تو نہ دے سکا کہنے لگا اس حدیث میں ایک راوی عثمان ضعیف ہے تو براہ کرام اس کا جواب دے دیا جائے۔وقاص سمبڑیال سیالکوٹ

ج　　جناب محترم و مکرم بھائی وقاص اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے　مجھے بڑی خوشی ماشاء اللہ آپ دین کا اتنا کام کر رہے مجھے ہر اس آدمی سے پیار ہے جو دین کا کام کرتا ہے میرا دل چاہتا ہے آپ کی زیارت کروں آپ کے ہاتھ چوموں اللہ آپ کے صدقے ہماری بھی بخشش فرمادے اور ہمارے گناہوں پر معافی کا قلم پھیر دے اور اس بات کا دکھ بھی ہوا کہ آپ نے کہا ہے ,,علماء تو ہماری بات ہی نہیں سنتے،، سارے علماء ایک جیسے نہیں ہے لیکن مجھے افسوس ہے ان علماء پر جو لوگوں کو ٹائم نہیں دیتے میں علماء کا ادنیٰ خادم ہونے کی حیثیت سے ان سے التماس کرتا ہوں کہ لوگوں کے لئے وقت نکالیں۔لوگ بڑے پیاسے ہیں انہیں سیراب کریں اگر پیاس کے وقت کسی کو صاف پانی نہ ملے تو وہ گندہ پانی پینے پر مجبور ہوگا اس لئے اگر آپ نے انہیں ٹائم نہ دیا اور لوگ گمراہ ہوگئے تو آپ بھی جرم میں شریک ہوں گے ایک مریض مر رہا ہو اور ڈاکٹر بلانے کے باوجود نہ جائے تو ڈاکٹر مجرم ہوگا اگر ایک جان بچائی تو گویا پوری انسانیت کو بچالیا اور ایمان تو جان سے بھی اہم ہے اگر ایک کا ایمان بچالیا تو کتنا اجر ملے گا گویا پوری انسانیت کا ایمان بچالیا تو بھائی وقاص صاحب آپ بالکل فکر نہ کریں میں عالم تو نہیں ہوں لیکن علماء کی جوتیاں اٹھانے والا ضرور ہوں۔ ﴿أُحِبُّ الصَّالِحِيْنَ وَلَسْتُ مِنْهُمْ لَعَلِّي اَنْ اَنَالَ بِهِمْ شَفَاعَةً﴾ میں صالحین سے پیار کرنے والا ہوں اور خود ان میں سے نہیں ہوں شاید اس پیار کی وجہ سے میں ان کی شفاعت حاصل کرلوں۔

الحمدللہ ہمارے ہر عمل و عقیدہ کی قرآن و حدیث سے صراحتاً یا ارشارۃً دلیل موجود ہے حدیث صحیح ہو، حسن ہو یا ضعیف ہم سب کو ماننے والے ہیں اور ہر ایک اس کے مقام پر رکھتے ہیں ضعیف حدیث کوئی منگھڑت حدیث نہیں ہوتی جیسا کہ وہابیوں نے مشہور کر رکھا ہے کہ لوگوں نے اسے کھا جانے والا ہوا سمجھ رکھا ہے بلکہ محدثین محض احتیاط کی بنا پر اس حدیث کا درجہ پہلی دو صحیح اور حسن سے کچھ کم رکھا ہے۔جیسا کہ کامیاب ہونے والوں

کے درجات ہوتے ہیں۔ فسٹ سیکنڈ تھرڈ یہ درجات ان کے ہوں گے جو پاس ہوں گے جو فیل ہو جائیں ان کا کوئی درجہ نہیں ہوتا اسی طرح جو حدیث موضوع ہوتی ہے وہ لوگوں نے خود بنائی ہوتی ہے۔ اس کا اعتبار نہیں ہوتا موضوع کے علاوہ باقی سب احادیث قابل عمل ہیں وہابی چونکہ منکر حدیث ہیں اس لئے انہوں نے ضعیف حدیث کو بھی موضوع کی طرح سمجھ رکھا ہے۔ دراصل اہل حدیث منکرین حدیث کی ایک شاخ ہیں جب اپنی باری آتی ہے جو یہ ضعیف بلکہ موضوع خود ساختہ حدیثوں سے کام چلاتے ہیں بلکہ بعض کام ایسے کر رہے ہیں جس پر ان کے پاس اصلاً دلیل ہے ہی نہیں نہ صحیح نہ ضعیف مثلاً یہ شہید کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھتے ہیں اس عمل پر ان کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے۔ بغیر دلیل ننگے سر نماز پڑھتے ہیں صراحتاً ان کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے۔

معترض سے گذارش ہے کہ جناب عالی! کوئی راوی اگر ضعیف ہے تو کیا ہوا ہم کوئی احکام بیان نہیں کر رہے ہیں یہ تو فضائل ہیں۔ اچھا آپ بتائیں آپ کے نزدیک قرآن پڑھ کر ایصال ثواب کرنے کا کیا حکم ہے پہلے اس پر حکم لگاؤ پھر اس پر دلیل دو۔ شرک ہے، بدعت ہے، حرام ہے نا جائز ہے یا مکروہ ہے آپ اس کے نا جائز ہونے کی کوئی دلیل دے دیں آپ کے پاس تو اس کی ممانعت پر کوئی دلیل ہی نہیں ہے۔ چلو کوئی ضعیف الاسناد حدیث ہی پیش کر دو جب آپ کے پاس اصلاً کوئی حدیث نہیں ہے تو کس منہ سے کہتے ہو کہ ہم اہل حدیث ہیں بغیر کسی دلیل کے محض ضد کی بنا پر لوگوں کو ایک کار خیر سے روک رہے ہو؟ روکنا ہے تو ناچ گانے، شراب زنا چوری قتل ظلم رشوت اور ملاوٹ سے روکو ایک اچھے کام سے روک رہے ہو خدا کو کیا جواب دو کہ میں قرآن خوانی سے روک آیا ہوں اگر کسی کی بخشش ہو جائے تو آپ کا کیا

نقصان ہو گا مُردوں سے دشمنی چھوڑ دو کیا آپ نے یہ حدیث نہیں پڑھی ﴿خَیْرُ النَّاسِ مَنْ یَنْفَعُ النَّاسِ ﴾ ﴿سب لوگوں سے بہتر وہ ہے جو لوگوں کو نفع پہنچائے ﴾ (مسند احمد) آپ سب سے بہتر بننا چاہتے ہیں یا سب سے بُرے خَیْرُ النَّاسِ او شَرُّ النَّاسِ آپ کا عقیدہ تو یہ ہے کہ کوئی کسی کو نفع نہیں پہنچا سکتا لیکن نبی کریم ﷺ فرمارہے ہیں: ﴿اَحَبُّ النَّاسِ الی اللهِ اَنْفَعُهُمْ لِلنَّاسِ﴾ اللہ تعالیٰ کو سب لوگوں سے زیادہ محبوب وہ ہے جو لوگوں کو زیادہ نفع پہنچانے والا ہے۔ اس حدیث کو آپ کے بہت بڑے محدث ناصر الدین البانی نے سلسلہ احادیث الصحیحہ حدیث 906) میں درج کیا ہے۔ اگر آپ کی قسمت میں لوگوں کو نفع پہنچانا نہیں ہے تو لوگوں کو نقصان بھی نہ پہنچاؤ۔ کیا آپ نہیں جانتے بھلائی سے روکنے والا کون ہے۔ ذرا قرآن کھولو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ منافق مرد اور عورتیں برائی کا حکم دیتے ہیں اور بھلائی سے منع کرتے ہیں۔ .....اللہ نے منافق مرد، عورتوں اور کافروں کو جہنم کا وعدہ دیا ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے وہی انہیں بس ہے ان پر اللہ کی لعنت ہے اور ان کے لئے قائم رہنے والا عذاب ہے ﴾ سورہ التوبہ آیت 68-67 پارہ ۱۰ رکوع ۱۵) جنت جانے چاہتے ہو تو لعنتیوں والے کام چھوڑ دو کیونکہ مومنوں کے مددگار بہت ہیں لعنتیوں کا کوئی مددگار نہیں۔ نہ کوئی پروفیسر نہ مولوی نہ ڈاکٹر ﴿وَمَنْ یَلْعَنِ اللهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهُ نَصِیْرًا ﴾ اور جس پر اللہ لعنت کرے تو اس کا کوئی مددگار نہ پائے گا۔ (سورہ النساء آیت ۵۲ پارہ ۵ رکوع ۵)

آپ کو اس حدیث میں ایک راوی ابو عثمان کی جرح نظر آئی ہے تو تعدیل نظر کیوں نہیں آئی آپ ہمیشہ یک طرفہ ٹریفک چلانے کے عادی ہیں آپ کو ہمیشہ منفی پہلو نظر آتا ہے مثبت نہیں نظر آتا۔ اس راوی کی ابن حبان نے توثیق کی ہے۔ اور اس راوی کو کس نے ضعیف کہا ہے؟ علی بن المدینی اور ذہبی نے، ماشاء اللہ آپ کا دعویٰ کدھر گیا کہ ہم صرف قرآن و حدیث کی مانیں گے کسی کی تقلید کو ہم شرک کہتے ہیں اب محدثین کی تقلید کیسے جائز ہو گی اگر کہو کہ ہم حدیث کی تصحیح کے لئے ان کی تقلید کرتے ہیں۔ تو تقلید تو ثابت ہو گئی اس بات کو چھوڑو کہ آپ کا مقصد کیا ہے۔ اگر آپ محدثین کی تقلید کر کے مشرک نہیں تو ہم احادیث کا مفہوم سمجھنے کے لئے فقہاء کی تقلید کر کے مشرک ہرگز نہیں ہے۔ اور آپ نے اصول حدیث کی کوئی کتاب بھی نہیں پڑھی اگر پڑھی ہوتی تو آپ محدثین کے اس قاعدے سے ناواقف نہ ہوتے۔ کم از کم ،،نور الانوار،، ہی پڑھ لیتے تو کچھ نہ کچھ نور حاصل کر لیتے وہ

اگر مشکل تھی تو مفتی احمد یار خاں نعیمی کی جاءالحق کا صفحہ ۲۷۷ پڑھ لیتے یہ بھی توفیق نہیں تھی تو اکتوبر ء 2010 کا ,,الحقیقہ ،، کا ص ۵-۱۴ پڑھ لیتے تو آپ کی تسلی ہو جاتی۔ محدثین فرماتے ہیں: اگر جرح وتعدیل میں تعارض ہو تو تعدیل قبول ہے نہ کہ جرح یعنی ایک راوی کو محدث نے ضعیف کہا کسی نے اسے قوی فرمایا۔ بعض تواریخ سے اس کا فسق ثابت ہوا بعض نے فرمایا کہ وہ متقی صالح تھا تو اسے متقی مانا جائے گا اور اس کی روایت ضعیف نہ ہوگی کیونکہ مومن میں تقوی اصل ہے۔ بس فیصلہ ہو گیا کہ یہ روایت ضعیف نہیں ہے۔ اور آپ کو صرف ابوعثمان پر اعتراض ہے باقی راوی تو سب قوی ہیں اگر میں کوئی ایسی سند پیش کردوں جس میں ابوعثمان نہ ہو تو پھر ہمارے ساتھ ختم شریف پڑھنا شروع کر دو گے مانیں یا نہ مانیں یہ آپ کی قسمت اور نصیب ہے میں آپ کو دوسری سند پیش کر دیتا ہوں کیونکہ میرا کام دکھانا ہے منانا نہیں ہدایت اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

مسند احمد بن حنبل حدیث نمبر 19415 میں یہی حدیث موجود ہے ,,الکتب التسعۃ،، والی سی ڈی میں یہ نمبر لکھو یہ حدیث مل جائے اس کی سند یہ ہے حدثنا عارم حدثنا معتمر عن ابیہ عن رجل عن ابیہ عن معقل بن یسار ان رسول اللہ ﷺ قال یس قلب القرآن لایقرؤھا رجل یرید اللہ تبارک و تعالی والدار الاخرۃ الا غفر لہ واقرء وھا علی موتاکم اب اس حدیث میں ابوعثمان نہیں ہے اب کیا خیال ہے ضد چھوڑ دو اور ہمارے ساتھ ختم میں یک ہو جاؤ۔ فرض کریں یہ روایت بھی ضعیف ہے۔ تو محدثین فرماتے ہیں اگر ایک حدیث کی دو سندیں ہو جائیں دونوں ضعیف ہوں تب بھی اس حدیث کا ضعف جاتا رہتا ہے اور حدیث حسن لغیرہ ہو جاتی ہے۔

علامہ ابن ہمام لکھتے ہیں: جس ضعیف حدیث میں راوی کے فسق کی وجہ سے ضعف ہو وہ تعدد اسانید کی وجہ سے لائق استدلال نہیں بنتی اور اگر راوی میں فسق نہ ہو بلکہ وہ صادق اور عادل ہو لیکن اس کے حفظ میں خرابی ہو تو اس کی حدیث تعدد اسانید کی بناء پر لائق استدلال ہو جاتی ہے۔ (التحریر مع التقریر ۲/۲۴۹)

تمام مستند اصول حدیث کی کتابوں میں یہ مسئلہ مذکور ہے کہ جب حدیث ضعیف متعدد اسانید سے مروی ہو تو وہ حسن لغیرہ ہو جاتی ہے۔ اور اس سے احکام میں بھی استدلال درست ہوتا ہے۔

اگر آپ کے پاس کوئی حدیث نہیں جس سے قرآن خوانی کی ممانعت ثابت ہو تو کسی سنی محدث کا قول ہی دکھا دو کہ فضائل اعمال میں ضعیف حدیث پر عمل کرنا جائز نہیں ہے اور اگر نہ دکھا سکو تو ہم دکھا دیتے ہیں آپ کی بات ماننے سے بہتر نہیں کہ ہم محدثین کی بات تسلیم کرلیں اور لوگوں کو منکر حدیث اور بدعمل نہ بننے دیں تو سنو

حدیث ضعیف پر عمل کرنے کی تحقیق: عمران ایوب صاحب لکھتے ہیں:

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا نظریہ: علامہ خطیب بغدادی لکھتے ہیں: بے شمار علماء سلف سے مروی ہے کہ جو حدیث حلال اور حرام کرنے سے متعلق ہوں ان میں صرف ان لوگوں کی روایت جائز ہے جو تہمت سے بری ہوں اور بدگمانی سے دور ہوں اور جو احادیث ترغیب اور مواعظ سے متعلق ہوں ان کو تمام مشائخ سے لکھنا جائز ہے۔ امام احمد بن حنبل فرماتے تھے کہ جب ہم حلال، حرام، سنن اور احکام میں رسول اللہ ﷺ کی احادیث روایت کرتے ہیں تو اسانید میں سخت قیود لگاتے ہیں اور جب ہم فضائل اعمال میں نبی ﷺ کی ایسی احادیث روایت کرتے ہیں جن سے کوئی حکم لاگو ہوتا ہے نہ ساقط ہوتا ہے تو پھر ہم اسانید میں تساہل (نرمی) کرتے ہیں۔

ابوزکریا عنبری کا نظریہ: ابوزکریا عنبری نے کہا جب کسی چیز کو حلال یا حرام کرنے یا اور کسی حکم کے متعلق حدیث وارد نہ ہو اور ترغیب (شوق دلانا) یا ترہیب (ڈرانا) یا تشدید (سختی) یا ترخیص (رخصت) ہو تو اس سے اغماض (چشم پوشی) کرنا اور اس کے راویوں کے احوال سے تساہل (نرمی) کرنا واجب ہے (یا جائز ہے)۔ (الکفایہ فی علم الروایہ ص ۱۳۴)

ابن صلاح کا نظریہ: حافظ ابو عمرو بن صلاح لکھتے ہیں:

محدثین وغیرہم (یعنی فقہاء) کے نزدیک موضوع حدیث کے علاوہ احادیث ضعیفہ کو بیان ضعف کے روایات کرنا جائز ہے بشرطیکہ وہ احادیث اللہ تعالیٰ کی صفات اور حلال وحرام اور دیگر احکام شریعت سے متعلق نہ ہوں، مثلاً مواعظ، قصص، فضائل اعمال اور ترغیب وترہیب کے دیگر فنون سے متعلق ہوں، جن کا احکام اور عقائد سے کوئی تعلق نہیں ہوتا، اور جن ائمہ نے اس میں تساہل کی تصریح کی ہے ان میں عبدالرحمٰن مہدی اور امام احمد بن حنبل ہیں۔ (علوم الحدیث ص ۹۳)

شارح مسلم امام نووی، حافظ ابن کثیر، امام عبداللہ بن مبارک اور حافظ زین الدین عراقی کا نظریہ: علامہ سخاوی فرماتے ہیں: شیخ الاسلام ابوزکریا امام نووی نے کتاب الاذکار میں فرمایا ہے:

قال العلماء من المحدثين والفقهاء وغيرهم يجوز ويستحب العمل في الفضائل والترغيب والترهيب بالحديث الضعيف مالم يكن موضوعا وأما الأحكام كالحلال والحرام والبيع والنكاح والطلاق وغير ذلك فلا يعمل فيها إلا بالحديث الصحيح أو الحسن۔ محدثین اور فقہاء نے فرمایا ہے فضائل اعمال میں ضعیف حدیث پر عمل جائز اور مستحب ہے جب تک کہ وہ حدیث موضوع نہ ہو لیکن احکام یعنی حلال وحرام، بیع وشراء، نکاح وطلاق وغیرہ میں ضعیف احادیث پر عمل نہیں کیا جائے گا ان میں صرف حسن اور صحیح پر عمل کیا جائے گا۔ (القول البديع ص 363)

علامہ یحیٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں: محدثین وغیرہم کے نزدیک موضوع حدیث کے علاوہ حدیث ضعیف کی سند میں روایت کرتے وقت تساہل (نرمی) کرنا جائز ہے اور اس پر عمل کرنا بھی جائز ہے بشرطیکہ اس حدیث کا تعلق اللہ تعالیٰ کی صفات اور احکام شرعیہ مثلاً حلال حرام نہ ہو اور اس حدیث کا عقائد اور احکام سے کوئی تعلق نہ ہو۔ (تقریب النواوی مع تدریب الراوی ۱/۲۹۸)

یہی بات حافظ ابن کثیر نے ''اختصار علوم الحدیث ص:۵۷،، پر لکھی ہے یہی بات حافظ زین الدین عراقی نے ''التبصرہ والتذکرہ ۱/۲۹۱،، پر لکھی ہے اور کہا کہ امام عبدالرحمٰن بن مہدی امام احمد بن حنبل اور امام عبداللہ بن مبارک نے اسی بات کی تصریح کی ہے۔

حافظ ابن عبدالبر کا نظریہ: علامہ سخاوی لکھتے ہیں: حافظ ابن عبدالبر نے کہا ہے کہ فضائل میں حدیث ضعیف پر عمل کرنا جائز ہے اور علامہ نووی نے کہا ہے کہ احتیاط کے مواضع میں بھی حدیث ضعیف پر عمل کرنا جائز ہے، مثلاً بیع یا نکاح سے متعلق کسی معاملہ میں حدیث ضعیف السند سے کراہت ثابت ہو تو اس سے بچنا مستحب ہے لیکن واجب نہیں ہے۔ (فتح المغیث ۱/۳۳۴) (شرح مسلم سعیدی ۱/۱۵۹-۱۶۱)

اب بتایا جائے کیا یہ سارے محدثین جاہل تھے جنہوں ضعیف حدیث کو اس کا ضعف بیان کیے بغیر ہی آگے نقل کر دیئے اور اس پر عمل کی اجازت دی کیا یہ محدثین گمراہ اور دھوکہ باز تھے (نعوذ باللہ) محدثین پر کتنا بڑا الزام اور ان کی گستاخی ہے ان محدثین کی توہین کرنا یہ وہابیوں کی پہچان اور ان کا خاصہ ہے۔

مجتہد کے استدلال سے حدیث ضعیف کی تقویت: علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں: إِنَّ الْمُجْتَهِدَ إِذَا اسْتَدَلَّ بحديث كان تصحيحا له كما في التحرير وغيره مجتہد جب کسی حدیث سے استدلال کرے تو اس کا استدلال بھی حدیث کے صحیح ہونے کی دلیل ہے، جس طرح ''تحریر،، میں امام ابن ہمام نے تحقیق فرمائی ہے۔ (ردالمحتار ۴/۱)

امام عبدالوہاب شعرانی شافعی لکھتے ہیں: اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ امام ابوحنیفہ کے دلائل میں سے کوئی حدیث ضعیف ہے تو یہ ضعف امام اعظم کی سند میں ان نیچے کے راویوں کی وجہ سے ہے جنہوں نے امام اعظم کی موت کے بعد اس حدیث کو روایت کیا ہے اور ہمیں

اس حدیث کی صحت کے لئے یہی کافی ہے کہ امام مجتہد نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے۔(میزان الشریعۃ الکبری ۱/ ۶۵)

اہل علم کے عمل کی وجہ سے حدیث ضعیف کی تقویت: ملا علی قاری لکھتے ہیں: امام ترمذی نے یہ حدیث روایت کی: حضرت علی اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اذا اتی احدکم الصلاۃ والامام علی حال فلیصنع کما یصنع الامام جب تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھنے آئے تو امام جس حال میں ہو(یعنی رکوع میں ہو یا سجود میں) تو اسی طرح کرے جس طرح امام کر رہا ہے۔امام ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے اس سند کے علاوہ یہ کسی اور سند سے مسندا مروی نہیں ہے،اور اہل علم کا اس حدیث پر عمل ہے۔

اس کے بعد ملا علی قاری لکھتے ہیں: قال النووی واسناده ضعیف نقله میرك فکان الترمذی یرید تقویة الحدیث بعمل اهل العلم علامہ نووی نے میرک سے نقل کیا ہے کہ اس حدیث کی سند ضعیف ہے اور امام ترمذی اہل علم کے عمل سے اس حدیث کی تقویت کا ارادہ کر رہے ہیں۔(مرقات شرح مشکوۃ۳/ ۹۸)

مفتی احمد یار خاں لکھتے ہیں امام ترمذی نے کہا﴿هذا الحدیث غریب ضعیف والعمل علیه عند اهل العلم یہ حدیث ہے تو غریب یا ضعیف مگر اہل علم کا اس پر عمل ہے۔ترمذی کے اس قول کا مطلب یہ نہیں کہ حدیث ہے تو ضعیف نا قابل عمل مگر علماء امت نے بیوقوفی سے عمل کر لیا اور سب گمراہ ہو گئے بلکہ مطلب یہ ہے کہ یہ حدیث روایت کے لحاظ سے ضعیف تھی مگر علماء امت کے عمل سے قوی ہو گئی۔(جاء الحق ص ۳۷۶)

اہل علم کے اتفاق سے حدیث ضعیف کی تقویت: حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں: جس حدیث کے مدلول پر علماء کا اتفاق ہو سو ایسی حدیث بھی مقبول ہے اور اس کے مقتضی پر عمل کرنا واجب ہے۔ائمہ اصول کی ایک جماعت نے اس کی تصریح کی ہے۔اس کی مثالوں میں سے امام شافعی کی یہ عبارت ہے: اور میں نے جو یہ کہا ہے کہ جب پانی کا ذائقہ، بو اور اس کا رنگ تبدیل ہو جائے ...اس کے متعلق نبی ﷺ کی حدیث ایسی سند کے ساتھ مروی ہے جو محدثین کے نزدیک ثابت نہیں ہے، لیکن عام علماء کا یہی قول ہے میرے علم کے مطابق اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔اور ایک حدیث ہے" وارث کے لئے وصیت نہیں ہے،،اس کے متعلق امام شافعی نے کہا اہل علم کے نزدیک یہ حدیث ثابت نہیں ہے لیکن علماء نے اس حدیث کو قبول کیا ہے اور اس کے تقاضے پر عمل کیا ہے حتی کہ جس آیت میں وارث کے لئے وصیت کا ذکر ہے اس حدیث کو اس آیت کے لئے ناسخ قرار دیا ہے۔(النکت علی کتاب ابن صلاح ۱/ ۴۹۵)

امت کی تلقی بالقبول سے حدیث ضعیف کی تقویت: جس حدیث کو امت نے قبول کر لیا ہو وہ بھی حجت ہے خواہ اس کی سند ضعیف ہو۔علامہ سخاوی لکھتے ہیں: جب امت کسی حدیث ضعیف کو قبول کر لے تو صحیح مذہب کے مطابق اس پر عمل کیا جائے گا اور وہ حدیث بمنزلہ حدیث متواتر ہو گی اور اس سے کسی قطعی حکم کو منسوخ کر دیا جائے گا جیسا کہ امام شافعی نے کہا: جس حدیث میں ہے" وارث کے لئے وصیت نہیں ہے،، یہ حدیث ائمہ حدیث کے نزدیک ثابت نہیں ہے لیکن اس حدیث پر سب نے عمل کیا ہے حتی کہ اس حدیث سے آیت وصیت کو منسوخ قرار دیا ہے۔(فتح المغیث ۱/ ۳۳۳) تو قارئین محترم ثابت ہو گیا کہ یہ ان فتنہ پرور اور شر پسند لوگوں کا پراپوگنڈہ ہے کہ فضائل اعمال میں کسی ضعیف الاسناد پر عمل جائز نہیں اور لوگوں کو نیک اعمال سے روکنے کا ایک بہانہ ہے تو قارئین کرام محدثین اور فقہاء امت کا نظریہ آپ کے سامنے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا اب کوئی انشاء اللہ شک کا کانٹا چبھونے میں کامیاب نہیں ہو گا۔

مستحب عمل کے لئے صحیح یا حدیث حسن کا مطالبہ کرنا بیوقوفی اور جہالت ہے۔: امام اہل سنت امام احمد رضا فرماتے ہیں: تیسرا مرتبہ فضائل ومناقب کا ہے یہاں باتفاق علماء ضعیف حدیث بھی کافی ہے مثلاً کسی حدیث میں ایک عمل کی ایک ترغیب آئی ہے کہ جو ایسا کرے گا اسے اتنا ثواب ملے گا یا کسی نبی یا صحابی کی خوبی بیان ہوئی ہو کہ اللہ عزوجل نے انہیں یہ مرتبہ بخشا یہ فضل عطا کیا تو ان کے مان لینے کو ضعیف حدیث بھی بہت ہے۔ ایسی جگہ صحت حدیث میں کلام کرکے اسے پایہء قبول سے ساقط کرنا فرقِ مراتب نہ جاننے سے ناشی جیسے بعض جاہل بول اٹھتے ہیں کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں کوئی حدیث صحیح نہیں۔ یہ ان کی نادانی ہے۔ علماء محدثین اپنی اصطلاح پر کلام فرماتے ہیں یہ بے سمجھے خدا جانے کہاں لے جاتے ہیں۔ منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین ص ۵۲) پتہ چلا کہ فضائل میں صحیح یا حسن حدیث کا مطالبہ کرنے والا جاہل اور نادان ہے۔

قرآن خوانی محفل میلاد انگوٹھے چومنا شرعاً یہ سب مستحب عمل ہیں۔: شیخ الحدیث والتفسیر علامہ غلام رسول قاسمی آف سرگودھا لکھتے ہیں: کسی مستحب کام کے لئے قطعی الثبوت اور قطعی الدلالت نص کا پایا جانا ضروری نہیں ہوتا۔ قطعیت کے ساتھ ثابت ہونے والا حکم تو فرض ہوتا ہے۔ مستحب کام کے لئے قرآن کا سرسری حکم اور اشارہ کافی ہوتا ہے یا مستحب کام کے لئے حدیث ضعیف بھی کافی ہوتی ہے اور اگر قرآن وسنت میں کوئی ثبوت نہ مل رہا ہو تو اس کے لئے محض علماء ومشائخ کا اسے اچھا سمجھنا کافی ہوتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس کام کو مومن اچھا سمجھیں وہ اللہ کو بھی اچھا لگتا ہے (موطا امام محمد ص ۱۴۴)

جو لوگ میلاد کے ثبوت کے لئے قرآن کی قطعی الدلالت آیت یا تصریح اور عبارت کا مطالبہ کرتے ہیں انہیں اتنا بھی معلوم نہیں کہ دلیل ہمیشہ دعویٰ کے مطابق طلب کی جاتی ہے۔ ہمیں ان لوگوں کے نالائق ہونے میں کوئی شک نہیں۔ (جواز الاحتفال ص ۲)

قابل توجہ بات: بعض حضرات میسج کے ذریعے میلاد کے متعلق جھوٹی حدیثیں پھیلاتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے سب سے پہلے کسی کو ربیع الاول کی مبارک باد دی اس پر جنت واجب ہوگئی۔ اس حدیث کا کوئی ثبوت نہیں ہے ایسا میسج کرنے والے بجائے ثواب کے گنہگار ہو رہے ہیں جس میسج کے متعلق شک ہو اسے فارورڈ کرنے سے پہلے علماء سے تحقیق کروائیں کہ یہ میسج چیک کر بتائیں۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے جان بوجھ کر میری طرف کوئی جھوٹی بات منسوب کی وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے (بخاری 3461 مشکوۃ کتاب العلم حدیث 198)۔ بعض لوگ اس طرح کہتے اگر تمہیں اللہ اور اس کے رسول سے محبت ہے تو اس کو آگے فارورڈ ضرور کرو یا یہ میسج تمہارے پاس امانت ہے اس کو سینڈ کرو یا یہ کہنا اگر تم اسے ۵۰ آدمیوں کو سینڈ کروگے تو تمہیں کوئی بشارت ملے گی یہ سب باتیں غلط ہیں کیا یہ میسج آگے سینڈ کرنا فرض اور واجب ہے کہ اگر نہ کیا تو خائن یا گنہگار ہوجائیں گے یا محبِ رسول نہیں رہیں گے۔ جو چیز اللہ اور رسول نے فرض وواجب نہیں کی اسے فرض وواجب قرار دینا ایک نئی شریعت گڑھنا ہے ہاں نیکی کی بات کو پھیلانا کارِ ثواب ہے کہ کوئی سن کر عمل کرے گا کہ جتنے لوگ عمل کریں ان سب کا ثواب ابتدا کرنے والے کو ملے گا یا درود شریف لکھ کر سینڈ کریں جتنے لوگ پڑھیں گے ان سب کا ثواب اس کا ملے گا پڑھنے والوں کے ثواب میں کوئی کمی نہیں ہوگی اس طرح کہہ سکتے ہیں پلیز اگر ممکن ہو تو اسے Forward کردیں Forward it if you can please اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

محمد نصر اللہ مدنی آسوی 03328028182

جان و مال کی حفاظت کا روحانی علاج

﴿ام ابراہیم نسرین آسویہ﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پورے پاکستان اور بالخصوص کراچی میں قتل وغارت اور لوٹ مار بہت ہو رہی ہے جان و مال کی حفاظت کے لئے روحانی علاج کیا ہے؟ اللہ کی طرف رجوع کریں استغفار کی کثرت کریں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو استغفار کو اپنے اوپر لازم کر لے تو اللہ اس کے لئے ہر تنگی سے چھٹکارا اور ہر غم سے نجات دے گا اور اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں سے اس کا گمان بھی نہیں ہوگا۔ (ابوداود 1518 ابن ماجہ 3819 مشکوۃ کتاب الدعوات باب الاستغفار حدیث 2339) ہر نماز کے بعد ایک تسبیح ,,استغفر اللہ،، کی پڑھ لیں چلتے پھرتے وضو اور بے وضو ہر طرح پڑھنا جائز ہے۔ (۲) اور لوگوں پر ظلم کرنا چھوڑ دیں اللہ فرماتا ہے ﴿یونہی ہم ظالموں میں سے ایک کو دوسرے پر مسلط کرتے ہیں بدلہ ان کے کئے کا﴾ (سورہ الانعام آیت 129 پارہ 8 رکوع 2)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو لوگوں پر رحم نہ کرے اللہ اس پر رحم نہیں کرتا۔ (بخاری 7376 مسلم 2319 مشکوۃ کتاب الادب باب الشفقۃ 4947)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم فرمائے گا۔ (ابوداود 4941، ترمذی 1924 مشکوۃ کتاب الادب باب الشفقۃ 4969) (۳) مال کی حفاظت کے لئے ضروری ہے کہ رزق حلال کمایا جائے اور پھر اس کی زکوۃ ادا کریں زکوۃ ادا کرنے والے کا مال محفوظ ہو جاتا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اپنے مالوں کو محفوظ کر لو زکوۃ کی ادائیگی کے ساتھ اور اپنے مریضوں کا علاج کر لو صدقہ کے ساتھ اور بلاؤں کی موجوں کا استقبال کرو دعا اور عاجزی کے ساتھ۔ (رواہ ابوداود فی المراسیل ،الترغیب کتاب الصدقات حدیث 1102))

قرآن کی تلاوت اور نماز سے جان کی حفاظت ہوتی ہے۔ (۱) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے صبح کی نماز پڑھی وہ اللہ کی حفاظت میں ہے۔ (مسلم 657 مشکوۃ کتاب الصلاۃ باب فضیلۃ الصلوات حدیث 627) (۲) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب تم اپنے گھر سے باہر نکلو تو دو رکعتیں پڑھ لیا کرو یہ نماز تمہیں باہر کی برائی سے بچائے گی اور جب تم گھر میں داخل ہو تو دو رکعت پڑھو یہ نماز تمہیں اندر کی برائی سے بچائے گی۔ (البزار، سلسلہ احادیث الصحیحہ البانی نمبر 1323) (۳) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے صبح کے وقت سورۃ المومن کی تین آیات پڑھ کر آیۃ الکرسی پڑھی وہ شام تک محفوظ ہو گیا اور جس نے یہ عمل شام کے وقت کیا وہ صبح تک محفوظ ہو گیا۔ (ترمذی 2879 مشکوۃ کتاب فضائل القرآن حدیث 2144)

تین آیات یہ ہیں ﴿حٰم تَنۡزِیۡلُ الکتاب مِنَ اللهِ العزیزِ العلیم غَافِرِ الذَّنۡبِ وقَابِلِ التَّوۡبِ شَدِیۡدِ الۡعِقَابِ ذِی الطَّوۡلِ لاالٰهَ اِلَّاهُوَ اِلَیۡهِ الۡمَصِیۡرِ﴾ (سورۃ المومن پارہ ۲۴ رکوع ۶) (۴) صبح و شام آخری تین سورتیں (الاخلاص، الفلق، الناس) تین تین بار پڑھی جائیں اور ہر نماز کے بعد ایک ایک بار اور رات کو سوتے وقت ہی تین سورتیں ایک بار پڑھ کر اپنے ہاتھ پر پھونک ماریں اور ہاتھ سارے جسم پر پھیریں اور یہ عمل تین بار کرنا سنت ہے۔ (۵) نبی کریم ﷺ نے جنگ خندق کے دن صحابہ کے عرض کرنے پر یہ دعا تعلیم کی تھی انہوں نے یہ دعا پڑھی تو اللہ تعالی نے کافروں کو ہوا کے ذریعے شکست دے دی ﴿اَللّٰهُمَّ اسۡتُرۡ عَوۡرَاتِنَا وَآمِنۡ رَوۡعَاتِنَا﴾ اور یہ دعائیں بھی جان و مال کی حفاظت کے لئے (احمد مشکوۃ کتاب الدعوات حدیث 2455) (٦) اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجۡعَلُكَ فِی نُحُوۡرِهِمۡ وَ نَعُوۡذُبِكَ مِنۡ شُرُوۡرِهِمۡ اَللّٰهُمَّ اكۡفِنِیۡهِمۡ بِمَا شِئۡتَ (۷) نبی کریم ﷺ صبح و شام یہ دعا پڑھنا کبھی نہیں چھوڑتے تھے۔ ﴿اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَسۡئَلُكَ الۡعَفۡوَ وَالۡعَافِیَةَ فِی الدُّنیا والاخرۃِ اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَسۡئَلُكَ الۡعَفۡوَ وَالۡعَافِیَةَ فِی دینی ودنیای واهلی ومالی اَللّٰهُمَّ اسۡتُرۡ عَوۡرَاتِی وَآمِنۡ رَوۡعَاتِی وَاحۡفَظۡنِی مِنۡ بَیۡنِ یَدَیَّ وَمِنۡ خَلۡفِی وَعَنۡ یَمِیۡنِی وَعَنۡ شِمَالِی وَمِنۡ فَوۡقِی واَعُوۡذُ بِكَ اَنۡ اُغۡتَالَ مِنۡ تَحۡتِی﴾ ابن ماجہ 3871 ابوداود 4412 مشکوۃ کتاب الدعوات حدیث 2397) یہ بڑی جامع دعا ہے جو یہ پڑھتا رہے دنیا اور آخرت کی ہر آفت اور عذاب سے محفوظ رہے گا انشاء اللہ عزوجل۔

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند

﴿محقق دوراں جناب حافظ نصر اللہ مدنی آسوی صاحب﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نبی کریم ﷺ کی ولادت پر خوشی منانا قرآن کا مطلوب ہے۔

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا

﴿تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت اسی پر چاہئے کہ خوشی کریں﴾

(سورۃ یونس آیت (۵۸) پارہ -۱۱ رکوع ۱۱)

اللہ تعالی نے رحمت پر خوشی منانے کا حکم دیا ہے اور سب سے بڑی رحمت ہیں اور فضل حضور ہیں۔ رب تعالی فرماتا ہے۔

﴿اے محبوب ﷺ ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا﴾

اور میلاد النبی ﷺ کے جواز پر ایک دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے

﴿وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ﴾ اپنے رب کی نعمتوں کو بیان کرو۔ (سورہ الضحیٰ)

حبیب حق ہیں خدا کی نعمت ﴿وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ

خدا کے فرمان پر عمل ہے　　جو بزم مولد سجا رہے ہیں

نبی کریم ﷺ نعمت کبری ہیں کہ اللہ تعالی نے اس نعمت پر احسان جتایا ہے فرماتا ہے۔ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا بیشک اللہ کا بڑا احسان ہوا مومنوں پر کہ ان میں ایک رسول بھیجا۔) سورہ آل عمران: ۱۶۴ پارہ ۴) کیونکہ نہ ہو کہ ساری نعمتیں حضور ﷺ کی طفیل ملی ہیں ایمان قرآن رمضان بلکہ رحمان بھی آپ ﷺ کی طفیل ملا ہے معلوم ہوا کہ آپ قاسم نعمت ہیں خود ارشاد فرمایا اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰهُ يُعْطِي) میں تقسیم کرتا ہوں اور اللہ تعالی عطا کرتا ہے۔ (بخاری)

نعمتیں بانٹتا جس سمت وہ ذیشان گیا　　ساتھ ہی منشئ رحمت کا قلمدان گیا

جو لوگ میلاد کو شرک کہتے ہیں وہ جاہل ہیں اور شرک کی تعریف سے ناواقف۔ شرک کی تعریف یہ ہے ,, کہ خاصہ خداوندی کو غیر میں تسلیم کرنا، میلاد کو شرک کہنے والے پہلے خدا کا میلاد ثابت کریں جب خدا کا میلاد ہی نہیں ہوتا تو شرک کیسے ہوگا۔ یاد رکھیں میلاد النبی منانا شرک نہیں ہے بلکہ رد شرک ہے اللہ پیدا ہونے سے پاک ہے اور جو پیدا ہو وہ خدا نہیں ہو سکتا اسی لئے ہم میلاد النبی منا کر یہ اعلان کرتے ہیں خبردار نبی پاک ﷺ کو خدا مت کہنا کیونکہ آپ کی پیدائش ہوئی ہے۔ آپ نہ خدا ہیں نہ خدا کے شریک بلکہ اللہ کے حبیب اور اللہ کی نعمت ہیں اور نعمتوں کے چرچا کرنے کا اللہ

تعالیٰ حکم دے رہا ہے اور جو اللہ کے حکم پر عمل کرنے کو شرک کہے وہ اپنی عقل کا علاج کرائے اور اپنے ایمان کی خیر منائے۔

انبیاء کرام علیہم السلام کا ذکرِ میلاد قرآن میں

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کا ذکر قرآن میں فرمایا اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِيْنٍ...... قَالَ یا ابلیس مَامَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَیَّ (یادکرو جب تمہارے رب نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں مٹی سے انسان بناؤں گا...... اے ابلیس تجھے کس چیز نے روکا کہ تو اس کے لئے سجدہ کرے جسے میں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا) سورہ ص ۷۱-۷۸ پارہ ۲۳)(آل عمران ۵۹)

حضرت اسحاق علیہ السلام حضرت یعقوب علیہ السلام کے میلاد کا ذکر: ﴿وَامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ......﴾ اور اس کی بی بی کھڑی تھی وہ ہنسنے لگی تو ہم نے اسے اسحاق کی خوشخبری دی اور اسحاق کے پیچھے خوشخبری دی (سورہ ہود ۷۱-۷۳، پارہ ۱۲)

حضرت اسماعیل علیہ السلام کے میلاد کا ذکر: ﴿رب هَبْ لِیْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ (حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا الٰہی مجھے نیک اولاد دے تو ہم نے اسے خوشخبری سنائی ایک عقلمند لڑکے کی۔)(سورہ صافات ۱۰۰-۱۰۳ پارہ ۲۳)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے میلاد کا ذکر: (اس بچہ کو صندوق میں رکھ کر دریا میں ڈال دے تو دریا اسے کنارے پر ڈالے تو اسے وہ اٹھائے جو میرا اور اس کا دشمن ہے ...... تیری بہن چلی پھر کہا کیا میں تمہیں وہ لوگ بتادوں جو اس بچہ کی پرورش کریں (سورہ طہٰ ۳۷-۴۰ پارہ ۱۶)، (القصص ۷-۱۳)

حضرت یحییٰ علیہ السلام کے میلاد کا ذکر: ﴿وَسَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ ويوم يَمُوْتُ ويوم يُبْعَثُ حَيًّا﴾ اور سلامتی ہے اس پر جس دن وہ پیدا ہوا اور جس دن مرے گا اور جس دن زندہ اٹھایا جائے گا (سورہ مریم ۷-۱۵)

حضرت زکریا علیہ السلام کے میلاد کا ذکر: وَقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكُ شَيْئًا اور میں نے اس سے پہلے تجھے پیدا کیا جب تو کچھ بھی نہ تھا)(سورہ مریم ۸)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے میلاد کا ذکر: حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا ﴿وَالسَّلٰمُ عَلَیَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ ويوم اَمُوْتُ ويوم اُبْعَثُ حَيًّا﴾ اور سلامتی مجھ پر جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن میں مروں اور جس دن زندہ اٹھایا جاؤں (سورہ مریم ۱۶-۳۳) سورہ آل عمران ۴۵-۴۷)

اور حضور ﷺ کے میلاد کا ذکر قرآن میں ﴿لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ﴾ اور مجھے اس شہر کی قسم کہ اے محبوب تم اس شہر میں تشریف فرما ہو اور تمہارے باپ ابراہیم کی قسم اور اس کی اولاد کی کہ تم ہو۔(سورہ بلد وسورۃ الضحیٰ)

میلاد کے لئے اس سے بڑا ثبوت اور کیا چاہئے بلکہ ذکر میلاد تو اللہ کی سنت ہے اب اگر کوئی کہتا ہے کہ ذکر میلاد کرنا جائز ہے یا بدعت ہے تو اس سے پوچھنا چاہئے کیا قرآن پڑھنا بدعت ہے تو پھر کوئی دوسرا قرآن بنالو جس میں انبیاء کرام کے میلاد کا ذکر نہ ہو وہ کیسا مسلمان

ہے جو کہے کہ قرآن پڑھنا بدعت ہے ہمارا تو عقیدہ یہ ہے قرآن پڑھنا بدعت نہیں عبادت ہے

آقا کی ثنا خوانی دراصل عبادت ہے ہم نعت کی صورت میں قرآن سناتے ہیں

اب اگر امام نماز میں یہی آیات پڑھے تو عین نماز میں انبیاء کا میلاد ہوگا اللہ تعالی نے انبیاء کرام کے میلاد ان کی رضاعت وغیرہ کا ذکر قرآن میں کیوں کیا؟ اس لئے کہ جب تک قرآن ہے میلاد ہوتا رہے اور قرآن بھی قیامت تک ہے تو آقا کا میلاد بھی قیامت تک جاری رہے گا اس لئے ہم کہتے ہیں

حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائش مولی کی دھوم
مثل فارس نجد کے قلعے گراتے جائیں گے
خاک ہو جائیں عدو جل کر مگر ہم تو رضا
دم میں جب تک دم رہے ذکر ان کا سناتے جائیں گے

میلادِ صاحبِ میلاد کی زبان سے: کیا نبی پاک ﷺ نے اپنے میلاد کا ذکر کیا ہے؟

جی ہاں متعدد بار آپ ﷺ نے صحابہ کرام کے سامنے اپنے میلاد کا ذکر فرمایا: عَنِ الْعَبَّاسِ رضی الله عنه اَنَّهُ جَاءَ إِلَى رَسُوْلِ اللهِ صلی الله علیه وسلم وَكَاَنَّهُ سَمِعَ شَيْئاً فَقَامَ النَّبِىُّ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِفَقَالَ: مَنْ اَنَا ؟ فَقَالُوْا: اَنْتَ رَسُوْلُ اللهِ عَلَيْكَ السَّلَامُ ،قَالَ: اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ . إِنَّ اللهَ خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِى فِى خَيْرِهِمْ ، ثُمَّ جَعَلَهُمْ فِرْقَتَيْنِ فَجَعَلَنِى فِى خَيْرِهِمْ فِرْقَةً، ثُمَّ جَعَلَهُمْ قَبَائِلَ فَجَعَلَنِى فِى خَيْرِهِمْ قَبِيْلَةً، ثُمَّ جَعَلَهُمْ بُيُوْتاً فَجَعَلَنِى فِى خَيْرِهِمْ بَيْتاً فَاَنَا خَيْرُهُمْ نَفْساً وَخَيْرُهُمْ بَيْتاً.

حضرت عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دن رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا شاید حضور ﷺ تک خبر پہنچی تھی کہ بعض لوگ ہمارے نسب پاک میں طعن کرتے ہیں تو نبی کریم ﷺ نے منبر پر قیام فرما کر پوچھا بتاؤ میں کون ہوں؟ سب نے کہا آپ اللہ تعالی کے رسول ہیں آپ پر اللہ کا سلام ہو فرمایا میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں۔ اللہ تعالی نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو ہم کو بہتر مخلوق میں سے کیا۔ پھر ان کے دو حصے کئے (عرب وعجم) تو ہم کو ان سے بہتر یعنی عرب میں سے کیا۔ پھر عرب کے چند قبیلے بنائے ہم کو ان کے بہتر یعنی قریش میں سے کیا۔ پھر قریش کے چند خاندان بنائے ہم کو انکے سب سے بہتر خاندان یعنی بنی ہاشم میں سے کیا۔ تو میں اُن سب میں ذات کے لحاظ سے بہتر ہوں اور خاندان کے لحاظ سے بھی بہتر ہوں۔ (ترمذی حدیث: ۳۶۰۸ ،مشکوۃ حدیث: ۵۷۵۷ کتاب الفضائل)

میلاد شریف ذکرِ پیدائش کا نام ہے اور حضور ﷺ نے اپنا میلاد شریف منبر پر تشریف فرما ہو کر صحابہ کرام کے مجمع میں بیان کیا۔ معلوم ہوا کہ مخلوق میں سے جس نے سب سے پہلے محفل میلاد منعقد کی وہ خود صاحبِ میلاد ہیں۔ دوسری بات یہ معلوم ہوئی حضور ﷺ ساری مخلوق سے افضل ہیں اسی لئے اعلی حضرت کہتے ہیں۔

خلق سے اولیاء اولیاء سے رسل اور رسولوں سے اعلی ہمارا نبی

نویدِ مسیحا: حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنِّي عِنْدَ اللهِ فِي أُمِّ الْكِتَابِ لَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ وَإِنَّ آدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِي طِينَتِهِ وَسَأُنَبِّئُكُمْ بِتَأْوِيلِ ذَٰلِكَ دَعْوَةُ أَبِي إِبْرَاهِيمَ وَبِشَارَةُ عِيسَىٰ قَوْمَهُ وَرُؤْيَا أُمِّي الَّتِي رَأَتْ أَنَّهُ خَرَجَ مِنْهَا نُورٌ أَضَاءَتْ لَهُ قُصُورُ الشَّامِ.

بیشک میں اللہ کے نزدیک ام الکتاب میں خاتم النبیین (لکھا ہوا) تھا اور اس وقت حضرت آدم علیہ السلام اپنی مٹی میں گندھے ہوئے تھے اور میں تم کو اس کی تاویل بتاتا ہوں، میں اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وہ بشارت ہوں جو انہوں نے اپنی قوم کو سنائی تھی اور میں اپنی والدہ ماجدہ کا وہ نظارہ ہوں جو انہوں نے میری پیدائش کے وقت دیکھا تھا، ان سے ایک ایسا نور نکلا تھا جس سے اُن کے لئے شام کے محلات روشن ہو گئے تھے۔ (احمد حدیث (۱۶۷۱۲) مشکوۃ حدیث: ۵۷۵۹ کتاب الفضائل باب فضائل سید المرسلین)

دیکھو صحابہ کرام کے مجمع میں حضور ﷺ نے اپنا نسب نامہ اپنی نعت شریف، اپنی ولادت کا واقعہ بیان فرمایا یہی میلاد شریف میں ہوتا ہے۔ اور میلاد النبی پر لائٹنگ کا قدرتی انتظام بھی ہو رہا ہے۔

میلاد النبی کو عید میلاد النبی کہنے کا ثبوت: نعمت کے اترنے کے دن کو عید قرار دینا قرآن سے ثابت ہے ﴿قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا أَنْزِلْ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِنَ السَّمَاءِ تَكُونُ لَنَا عِيدًا لِأَوَّلِنَا وَآخِرِنَا﴾ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اے اللہ اے رب ہمارے ہم پر آسمان سے ایک خوان (پکے پکائے کھانے) اتار کہ وہ ہمارے لئے عید ہو جائے اور ہمارے اگلوں پچھلوں کی۔ سورہ المائدہ: ۱۱۴ پارہ ۷) مفتی احمد یار خاں اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ حضور پرنور ﷺ کی ولادت کے دن کو عید منانا سنت پیغمبر سے ثابت ہے کیونکہ حضور ﷺ کی ولادت مائدہ سے بڑی نعمت ہے۔ نیز ان نعمتوں کی تاریخیں منانا انہیں بڑا متبرک دن کہنا جائز بلکہ سنت نبی ہے (تفسیر نور العرفان) نبی کریم ﷺ نے جمعۃ المبارک کو عید قرار دیا ہے بلکہ عید سے بھی افضل کہا اس کی وجہ کیا کہ اس میں حضرت آدم علیہ السلام کا میلاد ہوا

حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿إِنَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ سَيِّدُ الأَيَّامِ وَأَعْظَمُهَا عِنْدَ اللهِ وَهُوَ أَعْظَمُ عِنْدَ اللهِ مِنْ يَوْمِ الأَضْحَى يَوْمِ الْفِطْرِ فِيهِ خَمْسُ خِلَالٍ خَلَقَ اللهُ فِيهِ آدَمَ﴾ بیشک جمعہ دنوں کا سردار ہے اور اللہ کے نزدیک بڑی عظمت والا ہے اور وہ اللہ کے نزدیک عید الاضحیٰ اور عید الفطر سے بھی بڑھ کر عظمت وشان والا ہے اور اس میں پانچ اوصاف ہیں اللہ تعالیٰ نے اس میں حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا۔ (ابن ماجہ حدیث 1084 مشکوۃ 1363 کتاب الصلاۃ باب الجمعہ)

جس دن آدم علیہ السلام کا میلاد ہو وہ دن عید بلکہ عید سے بھی بڑھ کر شان وعظمت والا تو جس دن امام الانبیاء حبیب کبریا ﷺ پیدا ہوں جن کی وجہ سے آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی اور ان کی توبہ قبول ہوئی وہ دن عید کیوں نہیں ہو سکتا

نثار تیری چہل پہل پہ ہزاروں عیدیں ربیع الاول سوائے ابلیس کے جہاں میں سبھی تو خوشیاں منا رہے ہیں

سوال بارہ ربیع الاول حضور ﷺ کی ولادت کا دن ہے اور یہی دن آپ کے وصال کا ہے آپ ولادت کی خوشی مناتے ہیں وفات کا غم کیوں نہیں مناتے؟ **جواب:** — پہلی بات تو یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات شریف پیر کے دن ہے لیکن بارہ ربیع الاول نہیں ہے بلکہ یکم

یا دو ربیع الاول ہے طبقات الکبری، دلائل النبوۃ، البدایہ والنہایہ مرقاۃ، عمدۃ القاری نشر الطیب اشرف علی تھانوی، فتاوی برکاتیہ ابو البرکات وہابی، سیرت النبی شبلی نعمانی وغیرہا شارح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں دوسروں کی غلطی کی وجہ سے ثانی کو ثانی عشر خیال کر لیا گیا یعنی دو کو بارہ سمجھ لیا گیا پھر بعض نے بعض کی پیروی کرتے ہوئے بارہ ربیع الاول کو تاریخ وفات کہہ دیا (فتح الباری ج ۸ ص ۲۷۳) وفاء الوفاء، سبل الہدی والارشاد، سیرت رسول عربی)

دوسری بات یہ ہے کہ اگر وفات بارہ ربیع الاول کو بھی ہوتی تب بھی غم منانا جائز نہیں ہے کیونکہ شریعت میں فوت شدہ آدمی کا تین دن سے زیادہ سوگ منانا قطعاً منع ہے۔ ہاں عورت اپنے خاوند کا غم چار ماہ دس دن تک منا سکتی ہے۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جو عورت اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتی ہے اس کے لئے حلال نہیں ہے کہ وہ اپنی میت پر تین دن سے زیادہ غم کرے مگر شوہر پر چار ماہ دس دن تک۔ (بخاری 5332 مسلم 1491 مشکوۃ 3331 کتاب النکاح باب العدۃ)

لہذا ثابت ہو گیا کہ تین دن کے بعد وفات کا غم ممنوع اور ناجائز ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حَيَاتِي خَيْرٌ لَكُمْ تُحَدِّثُوْنَ وَيُحَدَّثُ لَكُمْ فَإِذَا أَنَا مِتُّ كَانَتْ وَفَاتِي خَيْرًا لَكُمْ تُعْرَضُ عَلَيَّ أَعْمَالُكُمْ فَإِنْ رَأَيْتُ خَيْرًا حَمِدْتُ اللهَ وَإِنْ رَأَيْتُ شَرًّا اِسْتَغْفَرْتُ لَكُمْ. میری زندگی تمہارے لئے بہتر ہے تم بات چیت کرتے ہو اور تم سے بات چیت کی جاتی ہے پھر جب میں وصال کر جاؤں گا تو میری وفات بھی تمہارے لئے بہتر ہو گی مجھ پر تمہارے اعمال پیش کئے جائینگے، اگر میں نے ان کو اچھا دیکھا تو اللہ کا شکر ادا کروں گا اور اگر ان میں کوئی برائی دیکھی تو تمہارے لئے استغفار کروں گا۔ میں تمہارا جو نیک عمل دیکھتا ہوں اس پر اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں اور میں جو برا عمل دیکھتا ہوں اس پر میں تمہارے لئے اللہ تعالی سے استغفار کرتا ہوں۔ (رواہ البزار رجالہ رجال الصحیح مجمع الزوائد ۹/۲۴، کتاب الوفاء حدیث ۱۵۶۳ ص ۸۲۶، المفاہیم عربی ص ۲۵۷ اردو ص ۲۹۶) کتاب الوفاء، المفاہیم از علوی مالکی مصدقہ تمام علمائے عرب وعجم وخصوصاً علمائے دیوبند ص ۲۹۶)

رہے گا یونہی ان کا چرچا رہے گا
پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے

میلاد اور وفات ایک دن میں بھی ہوں تو وفات کا غم نظر انداز کر کے میلاد کی خوشی ہمیشہ منائی جاتی ہے۔ جیسا کہ تمام انسانوں کے باپ حضرت آدم علیہ السلام کا میلاد بھی جمعہ کے دن اور وفات بھی جمعہ کے دن لیکن نبی کریم ﷺ نے جمعہ کے دن کو عید بلکہ عید سے بھی افضل قرار دیا ہے تو اب کوئی میلاد کے منکروں سے پوچھے کہ تم جمعہ کو عید سمجھتے ہو اور خوشی کا اظہار کرتے ہو تو کیا تم اپنے ابا جان کی وفات کی خوشی مناتے ہو یا میلاد کی خوشی مناتے ہو۔

حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: إِنَّ مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِيْهِ خُلِقَ آدَمُ وَفِيْهِ قُبِضَ وَفِيْهِ النَّفْخَةُ وَفِيْهِ الصَّعْقَةُ فَأَكْثِرُوْا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فِيْهِ تمہارے بہترین دنوں میں سے جمعہ کا دن ہے اس دن میں حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اور اسی میں وفات دیئے گئے اور اسی میں صور پھونکا جائے گا اور اسی میں بے ہوشی ہے

لہذا اس دن میں مجھ پر درود زیادہ پڑھو۔(ابوداود حدیث (۱۰۴۷) کتاب الصلاۃ باب فضل یوم الجمعۃ، ابن ماجۃ ۱۶۳۶، نسائی ۱۳۷۳، مشکاۃ حدیث (۱۳۶۱) کتاب الصلاۃ باب یوم الجمعۃ)

اس حدیث کو ناصر الدین البانی نے صحیح قرار دیا ہے۔

ہم سوگ کس لئے منائیں ہمارے آقا ﷺ اب بھی زندہ ہیں ہمارے درود وسلام سن کر جواب ارشاد فرماتے ہیں ابوداود شریف میں ہے ﴿ما مِنْ اَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ اِلَّا رَدَّ اللهُ عَلَيَّ رُوْحِي حَتّٰى اَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ﴾ جو بھی مجھ پر سلام پڑھتا ہے تو اللہ تعالی میری روح کو اس کی طرف متوجہ کر دیتا ہے تو میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

جب محرم آتا ہے تو یہ لوگ کہتے ہیں کہ تین دن سے زیادہ سوگ منانا ناجائز ہے اور دو مہینے محرم اور صفر گذرنے کے بعد جب ربیع الاول شریف کی آمد ہوتی ہے تو یہ شور مچانا شروع کر دیتے ہیں کہ یہ نبی کریم ﷺ کی وفات کا دن ہے تم خوشیاں مناتے ہو یہ تو غمی کا دن ہے ان بیوقوفوں کا حال شتر مرغ کی طرح ہے جب اسے کہا جائے کہ وزن اٹھاؤ تو کہتا ہے کہ میں تو پرندہ ہوں اور کہا جائے اگر تم پرندے ہو تو اڑو تو کہتا ہے کہ میں جانور ہوں۔

جس جگہ نبی کا میلاد ہو وہ جگہ شان والی اور شرعاً قابلِ تعظیم ہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اُتِيتُ بِدَابَّةٍ فَوْقَ الْحِمَارِ وَدُوْنَ الْبَغْلِ خَطْوُهَا عِنْدَ مُنْتَهَى طَرْفِهَا فَرَكِبْتُ وَمَعِيْ جِبْرِيْلُ عليه السلامُ فَسِرْتُ فَقَالَ انْزِلْ فَصَلِّ فَفَعَلْتُ فَقَالَ اَتَدْرِيْ اَيْنَ صَلَّيْتَ صَلَّيْتَ بِطَيْبَةَ وَاِلَيْهَا الْمُهَاجَرُ ثُمَّ قَالَ انْزِلْ فَصَلِّ فَصَلَّيْتُ فَقَالَ اَتَدْرِيْ اَيْنَ صَلَّيْتَ صَلَّيْتَ بِطُوْرِ سَيْنَاءَ حَيْثُ كَلَّمَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ مُوْسَى عليه السلام ثُمَّ قَالَ انْزِلْ فَصَلِّ فَنَزَلْتُ فَصَلَّيْتُ فَقَالَ اَتَدْرِيْ اَيْنَ صَلَّيْتَ صَلَّيْتَ بِبَيْتِ لَحْمٍ حَيْثُ وُلِدَ عيسى عليه السلام ثُمَّ دَخَلْتُ بَيْتَ الْمَقْدِسِ فَجُمِعَ لِيَ الْاَنْبِيَاءُ عليهم السلام فَقَدَّمَنِيْ جِبْرِيْلُ حَتّٰى اَمَمْتُهُمْ.

میرے پاس ایک جانور لایا گیا جو گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا تھا وہ اپنی حد نگاہ پر قدم رکھتا تھا میں سوار ہوا اور میرے ساتھ جبریل امین تھے میں نے سیر کی حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا اتریئے اور نماز پڑھیے میں نے ایسا ہی کیا تو جبریل نے کہا آپ جانتے ہیں کہ آپ نے کہاں نماز پڑھی؟ آپ نے طیبہ (مدینہ منورہ) میں نماز پڑھی ہے اور اسی کی طرف آپ ہجرت فرمائیں گے پھر تھوڑی دیر کے بعد کہا اتریئے اور نماز پڑھیے میں نے نماز پڑھی تو جبریل نے کہا آپ جانتے ہیں کہ آپ نے کہاں نماز پڑھی؟ آپ نے طور سیناء میں نماز پڑھی ہے جہاں اللہ تعالی نے موسی علیہ السلام سے کلام کیا تھا پھر تھوڑی دیر کے بعد کہا اتریئے اور نماز پڑھیے میں اترا اور نماز پڑھی تو جبریل نے کہا آپ جانتے ہیں کہ آپ نے کہاں نماز پڑھی؟ آپ نے بیت لحم میں نماز پڑھی ہے جہاں حضرت عیسی علیہ السلام کا میلاد ہوا تھا پھر میں بیت المقدس میں داخل ہوا میرے لئے انبیاء کرام کو جمع کیا گیا تو جبریل نے مجھے آگے کر دیا تو میں نے اُن کو نماز پڑھائی۔(نسائی حدیث: ۴۴۹ کتاب الصلاۃ باب فرض الصلاۃ جلد ۱)

دیکھو اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جائے میلاد پر نفل ادا کرنا اس کی تعظیم کرنا اسے متبرک سمجھنا رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے حضرت جبریل کی سنت اور اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جائے میلاد کی یہ شان ہے تو پھر حبیب اللہ ﷺ کی جائے میلاد کی شان کیا ہوگی آج بھی مکہ میں حرم کعبہ میں رسول اللہ ﷺ کی ولادت گاہ موجود ہے۔ لیکن یہ نجدی لوگ اس کی زیارت کرنے اور وہاں درود وسلام اور نفل ادا کرنے کو شرک و بدعت کہتے ہیں کوئی انتہاء ہے ان کے بغض کی ان کا قرآن وحدیث کے ساتھ کیا تعلق ہے؟ رب تعالیٰ تو ایسے مقامات کو شعائر اللہ کہتا ہے اور ان کی تعظیم کو دل کا تقویٰ فرماتا ہے۔ سورۃ الحج آیت ۳۲)

وہ حبیب پیارا تو عمر بھر کرے فیض و جود ہی سر بسر
ارے تجھ کو کھائے تپ سقر تیرے دل میں کس سے بخار ہے
مثل فارس زلزلے ہوں نجد میں ذکر آیات ولادت کیجئے
غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل یارسول اللہ کی کثرت کیجئے

سوال: کیا صحابہ نے میلاد شریف منایا تھا؟

جواب صحابہ کی بات کیا پوچھتے ہو خود نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام کے سامنے میلاد بیان کیا جس کے متعلق احادیث بیان ہو چکی ہیں کوئی عمل صحابہ کے نہ کرنے سے ناجائز نہیں ہوتا اگر ناجائز ہے تو بتاؤ کس صحابی نے ختم بخاری شریف دلایا تھا یا یوم فاروق اور یوم عثمان منایا تھا اگر انہوں نے نہیں منایا تو تم کس دلیل سے ختم بخاری دلا کر اور صحابہ کے یوم منا کر اور حکومت سے سرکاری طور ان کے دن منانے کا مطالبہ کر رہے ہو۔ جب تم ان ایام کو منا کر بدعتی نہیں تو ہم ان کے آقا کا دن منا کر بدعتی کیسے ہو سکتے ہیں جب کہ صحابہ کرام نے بھی آپ ﷺ کی آمد پر خوشی کا اظہار کیا ہے اور نبی کریم ﷺ نے روزہ رکھ کر اس دن کو منایا۔ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ سُئِلَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الْاِثْنَيْنِ قَالَ: ذَاكَ يَوْمٌ وُلِدْتُ فِيْهِ وَيَوْمٌ بُعِثْتُ أَوْ أُنْزِلَ عَلَيَّ فِيْهِ۔

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے پیر کے روزے کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اس دن میری پیدائش ہوئی، اس دن مجھے مبعوث کیا گیا یا اس دن مجھ پر قرآن نازل ہوا۔ (مسلم حدیث ۱۱۶۲ کتاب الصیام، مشکوۃ حدیث: ۲۰۴۵ کتاب الصیام باب صیام التطوع) ذَاكَ يَوْمٌ وُلِدْتُ فِيْهِ میں حضور ﷺ نے اپنے میلاد کا ذکر فرمایا ہے اور صحابہ کرام نے بھی اس دن کو روزہ رکھنا شروع کر دیا اسی کا نام میلاد ہے۔ تم تو سالانہ محفل میلاد پر چیختے ہو جب کہ صحابہ اور نبی کریم ﷺ نے ایک مہینے چار دفعہ میلاد منایا تو ایک سال میں کم از کم ۴۸ اڑتالیس محفل میلاد بنتی ہیں۔ لیکن حیرت کی بات ہے پہلے تو یہ ہمیں میلاد منانے پر بدعتی کہتے تھے لیکن اب انہوں نے خود میلاد منانا شروع کر دیا ہے چنانچہ گذشتہ سال کے دیوبندیوں اور وہابیوں کے ,,میلاد مصطفیٰ کانفرنس اور ولادت کانفرنس،، کے اشتہار ہمارے پاس موجود ہیں۔

رہے گا یونہی ان کا چرچا رہے گا پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے

میلاد اور صحابہ کرام : میلاد شریف میں نعتیں پڑھی جاتی ہیں صحابہ کرام حضور ﷺ کی نعتیں پڑھتے تھے اور ایک دوسرے سے نعت کی

فرمائش کرتے تھے ہم اگر سنتِ صحابہ پر عمل کریں تو اس میں کیا برائی ہے کیا اللہ کے محبوب کا ذکر کرنا جرم ہے؟ کیا ذکر محبوب کے لئے دلیل کی ضرورت ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ أَحَبَّ شَيْئًا أَكْثَرَ مِنْ ذِكْرِهِ. جو کسی سے محبت کرتا ہے وہ اُس کا ذکر کثرت سے کرتا ہے۔ (جامع صغیر حدیث: ۸۳۱۲)

علامہ اسماعیل حقی صاحب تفسیر روح البیان۔

سورۃ الفتح کی آخری آیت محمد رسول اللہ ﷺ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:۔

وَمِنْ تَعْظِيْمِهِ عَمَلُ الْمَوْلِدِ اِذَا لَمْ يَكُنْ فِيْهِ مُنْكَرٌ قَالَ الامامُ السيوطى قُدِّسَ سِرُّهُ يُسْتَحَبُّ لَنَا اِظْهَارُ الشُّكْرِ لِمَوْلِدِهِ ﷺ) اور میلاد شریف کرنا رسول اللہ ﷺ کی تعظیم سے ہے جب کہ وہ بُری باتوں سے خالی ہو امام سیوطی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت پر اظہار شکر مستحب ہے۔

میلاد کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ کی نعت خوانی کا نام میلاد ہے رسول اللہ ﷺ نے خود بھی صحابہ کرام کو اپنی نعت سنانے کا حکم دیا اور صحابہ کرام ایک دوسرے سے بھی نعت سننے کی فرمائش کیا کرتے تھے اور ان نعتوں میں صراحتاً بھی آپ ﷺ کے میلاد کا ذکر ہوتا تھا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نعت سننے کی فرمائش کی:

عَنْ ابن عباس رضى الله عنهما أَنَّهُ سَأَلَ كَعْبَ الأَحْبَارَ كَيْفَ تَجِدُ نَعْتَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فِى التَّوْرَاةِ فَقَالَ كَعْبٌ: نَجِدُهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ يُوْلَدُ بِمَكَّةَ وَيُهَاجِرُ إِلَى طَابَةَ وَيَكُوْنُ مُلْكُهُ بِالشَّامِ وَلَيْسَ بِفَحَّاشٍ وَلَاصَخَّابٍ فِى الأَسْوَاقِ وَلَا يُكَافِئُى بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ وَلٰكِنْ يَعْفُو وَيَغْفِرُ أُمَّتُهُ الْحَمَّادُوْنَ يَحْمَدُوْنَ اللهَ فِى كُلِّ سَرَّاءَ وَضَرَّاءَ وَيُكَبِّرُوْنَ اللهَ عَلَى كُلِّ نَجْدٍ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت کعب احبار سے پوچھا تم تورات میں حضور ﷺ کی نعت کس طرح پاتے ہو حضرت کعب احبار نے جواب دیا ہم تورات میں حضور ﷺ کی نعت اس طرح پاتے ہیں محمد ﷺ مکہ میں پیدا ہوں گے مدینے کی جانب ہجرت کریں گے آپ کی مملکت شام میں ہوگی آپ یاوہ گو اور بازاروں میں چیخنے والے نہیں ہونگے آپ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیں گے لیکن معاف کریں اور بخش دیں گے آپ کی امت خدا کی بہت حمد کرنے والی ہوگی وہ ہر خوشی اور غمی کے موقع پر اللہ کی حمد کرے گی اور ہر بلندی پر اللہ کی تکبیر کہے گی۔ (دارمی حدیث ۸ کتاب المقدمہ، خصائص کبریٰ ص ۲۰ باب ذکرہ فی التوارۃ والانجیل) يُوْلَدُ بِمَكَّةَ وَيُهَاجِرُ إِلَى طَابَةَ میں میلاد کا ذکر ہے۔

صحابہ کرام نے میلاد کا جلسہ کیا: صحابہ کرام نے جہاں مطلق ذکر میلاد مصطفیٰ کیا وہاں محفل کا اہتمام بھی اور بالخصوص آپ کی آمد پر خوشی اور مسرت کا اظہار بھی فرمایا کہ صحابہ کرام نے جلسہ کیا، آپ ﷺ نے دریافت فرمایا مَا اَجْلَسَكُمْ تم نے کس لئے جلسہ کیا تو انہوں نے دوٹوک بھی بتایا: جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللهَ وَنَحْمَدُهُ عَلَى مَا هَدَانَا لِلْاِسْلَامِ وَمَنَّ عَلَيْنَا بِكَ ہم نے اس لئے جلسہ کیا ہے کہ خدا کا ذکر کریں اور اس کی حمد کریں کہ اس نے ہمیں اسلام کا راستہ دکھایا اور آپ کو بھیج کر ہم پر احسان فرمایا۔ اور مسلم کے الفاظ یہ ہیں وَمَنَّ

بـــہ عَـلَيْـنَــا آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم کیا اسی چیز نے تم کو یہاں پر بٹھایا؟ انہوں نے کہا اللہ کی قسم اسی چیز نے ہم کو یہاں پر بٹھایا ہے۔ فرمایا:

اَمَا اِنِّی لَمْ اَسْتَحْلِفْكُمْ تُهْمَةً لَّكُمْ وَلٰكِنَّهُ اَتَانِی جِبْرِیْلُ فَاَخْبَرَنِی اَنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ یُبَاهِی بِكُمُ الْمَلَائِكَةَ میں نے کسی تہمت کی وجہ سے تم سے قسم نہیں لی لیکن میرے پاس جبریل امین آئے ہیں اور مجھے خبر دی کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اس عمل کی وجہ سے فرشتوں کے سامنے فخر فرمارہا ہے۔ (نسائی کتاب اداب القضاۃ باب کیف یستحلف الحاکم حدیث 5331 مسند احمد ج ۴ ص ۹۲، طبرانی کبیر ج ۱۹ ص ۳۱۱) مسلم حدیث نمبر 2701 مشکوۃ 2278 کتاب الدعوات باب ذکر اللہ

معلوم ہوا کہ ذکر مصطفیٰ اور میلادِ مصطفیٰ کرنے سے اللہ بھی خوش اور رسول اللہ بھی خوش ہوتے ہیں صرف شیطان جلتا ہے۔

غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل

یارسول اللہ کی کثرت کیجئے

رسول اللہ کے چچا حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سرکار ﷺ کا میلاد پڑھا تو آپ نے خوش ہو کر دعا دی۔

حضرت عباس نے عرض کیا یارسول اللہ! میں آپ کی نعت پڑھنا چاہتا ہوں حضور ﷺ نے فرمایا پڑھو اللہ تعالیٰ تمہارے منہ کو سلامت رکھے

وَاَنْتَ لَمَّا وُلِدْتَ اَشْرَقَتِ الْاَرْضُ وَضَاءَ تْ بِنُوْرِكَ الْاُفُقُ

یارسول اللہ ﷺ آپ جب پیدا ہوئے تو زمین چمک اٹھی اور آفاقِ سماوی آپ کے نور سے روشن ہو گئے۔

فَنَحْنُ فِی ذٰلِكَ الضِّیَاءِ وَفِی النُّوْرِ وَسُبُلَ الرَّشَادِ نَخْتَرِقُ

تو اب ہم لوگ اسی روشنی اور اسی نور میں ہیں اور ہدایت و استقامت کی راہیں طے کر رہے ہیں۔

(کتاب الوفا ص ۱۲۸، مختصر سیرۃ الرسول ﷺ از شیخ عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب ص: ۹)

وَاَنْتَ لَمَّا وُلِدْتَ یارسول اللہ ﷺ آپ جب پیدا ہوئے اس میں سرکار ﷺ کے میلاد کا ذکر ہے

حضرت عبداللہ بن رواحہ اور میلاد النبی ﷺ

رُوْحِی الْفِدَاءُ لِمَنْ اَخْلَاقُهُ شَهِدَتْ بِاَنَّهُ خَیْرُ مَوْلُوْدٍ مِّنَ الْبَشَرِ

میری جان ان پر فدا جن کے اخلاق شاہد ہیں کہ اُن کا میلاد پاک تمام بنی نوع انسان سے افضل ترین ہے۔

عَمَّتْ فَضَائِلُهُ كُلَّ الْعِبَادِ كَمَا عَمَّ الْبَرِیَّةَ ضَوْءُ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ

اُن کے فضائل بلا امتیاز سب بندوں کے لئے عام ہیں جس طرح سورج اور چاند کی روشنی تمام مخلوق کے لئے عام ہے۔

لَوْلَمْ یَكُنْ فِیْهِ اٰیَاتٌ مُّبَیِّنَةٌ كَانَتْ بَدِیْهَتُهُ عَنِ الْخَبَرِ

اگر اُن کی صداقت پر مہر ثبت کرنے والی نشانیاں نہ ہوتیں تو خود اُن کی واضح شخصیت اُن کی صداقت کے لئے کافی تھی۔

(طبقات ابن سعد، الاصابہ از ابن حجر ج ۲)

میلاد شریف کے ذکر پر شفاعت واجب: امام شیخ ابوالخطاب فرماتے ہیں کہ امام جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ کان یُحَدِّثُ ذاتَ یوم فی بیتِهِ وقائعَ ولادتِه لِقَومٍ فَیَسْتَبْشِرُوْنَ ویَحْمَدُوْنَ اِذْ جاء النبی ﷺ وقال: حَلَّتْ لَکُمْ شَفَاعَتِی وہ اپنے مکان میں قوم کے سامنے حالات ولادت باسعادت بیان فرمارہے تھے اور صحابہ خوش ہورہے تھے اور اللہ کی حمد کررہے تھے تو اچانک نبی کریم ﷺ تشریف لے آئے تو یہ دیکھ کر ارشاد فرمایا تمہارے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔ (التنویر فی مولد البشیر النذیر)

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں حضور ﷺ کے ہمراہ عامر انصاری کے یہاں گیا وہ اپنے بیٹوں کو میلاد النبی ﷺ کے واقعات بتارہے تھے اور کہہ رہے تھے یہ دن ہے میلاد کا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (اِنَّ اللّٰہَ فَتَحَ عَلَیْكَ اَبْوَابَ الرَّحْمَةِ وَالملائکۃُ یَسْتَغْفِرُوْنَ) (التنویر فی مولد البشیر النذیر از شیخ ابوالخطاب ابن دحیہ، تصحیح العقائد از علامہ محمد عبدالحامد بدایونی ص ۶۰)

معلوم ہوا میلاد کرنیوالے بڑے خوش نصیب ہیں کہ ان کو نبی ﷺ کی شفاعت نصیب ہوگی اور ان کے لئے رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور ملائکہ استغفار کرتے ہیں۔ اور نبی پاک ﷺ ان پر راضی ہوجاتے ہیں اگر یہ عمل بدعت ہوتا تو آپ ان منع فرمادیتے اور ان کو شفاعت کی خوشخبری نہ دیتے۔

س کیا محدثین نے بھی میلاد منایا ہے؟

ج علامہ محدث ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: جو نبی ﷺ کے میلاد شریف خوشی کرے تو وہ خوشی دوزخ کی آگ کے لیے پردہ اور حجاب بن جائے گی اور جو نبی کریم ﷺ میلاد شریف پر ایک درہم بھی خرچ کرے تو اُس کی نبی کریم ﷺ شفاعت فرمائیں گے اور آپ ﷺ کی شفاعت مقبول ہوگی۔ (مولد العروس)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی دعا: اے اللہ! میرا کوئی عمل ایسا نہیں ہے جسے آپ کے دربار میں پیش کرنے کے لائق سمجھوں میرے تمام اعمال میں فساد نیت موجود رہتی ہے البتہ مجھ حقیر فقیر کا ایک عمل صرف تیری ذات پاک کی عنایت کیوجہ سے بہت شاندار ہے اور وہ یہ ہے کہ مجلس میلاد کے موقعہ پر میں کھڑے ہوکر سلام پڑھتا ہوں اور نہایت عاجزی وانکساری محبت وخلوص کے ساتھ تیرے حبیب پاک ﷺ پر درُودُ وسلام بھیجتا رہا ہوں۔

اے اللہ! وہ کونسا مقام ہوگا جہاں میلاد مبارک سے زیادہ تیری خیر وبرکت کا نزول ہوتا ہے؟ اس لیے اے ارحم الراحمین مجھے پکا یقین ہے کہ میرا یہ عمل کبھی بے کار نہ جائیگا بلکہ یقیناً تیری بارگاہ میں مقبول ہوگا اور جو کوئی درُودُ وسلام پڑھے اور اُس کے ذریعہ دعا کرے وہ کبھی مسترد نہیں ہوسکتی۔ (اخبار الاخیار ص ۶۲۴)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا عقیدہ وعمل: کُنْتُ اَصْنَعُ فِی اَیَّامِ الْمَوْلِدِ طَعَامًا صِلَةً بِالنَّبِیِّ ﷺ فَلَمْ یَفْتَحْ لِی فِی سَنَةٍ مِنَ السِّنِیْنِ شَیْءٌ اَصْنَعُ بِهِ طَعَامًا فَلَمْ اَجِدْ اِلَّا حِمْصًا مَقْلِیًا فَقَسَمْتُ بَیْنَ النَّاسِ فَرَاَیْتُهُ ﷺ وَبَیْنَ یَدَیْهِ هٰذِهِ الْحِمْصُ مُتَبَهِّجًا بَشَاشًا۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میرے والدِ مکرم شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے بتایا کہ میں ایام مولود شریف میں کھانا پکایا کرتا تھا تا کہ میلاد شریف پر اظہارِ خوشنودی کرسکوں ایک سال میں اتنا تنگدست تھا کہ میرے پاس کچھ نہ تھا میں نے کچھ بُھنے ہوئے چنے لئے اور لوگوں میں تقسیم کر دیئے کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے بُھنے ہوئے چنے رکھے ہیں اور آپ ہشاش بشاش ہیں۔(انتباہ و در ثمین) بخاری حدیث ۲۱۲۵ کتاب البیوع ،مشکاۃ ۵۲۳ ۵۷کتاب الفضائل

امام بخاری کی شہادت: حضرت عروہ کا بیان ہے کہ ثُویبہ پہلے ابولہب کی لونڈی تھی جب ابولہب نے اُسے آزاد کیا تو اُس نے نبی کریم ﷺ کو دُودھ پلایا جب ابولہب مرگیا تو اس کے گھر والوں میں سے کسی نے اُسے بُرے حال میں دیکھا اُس نے پوچھا تمہارے ساتھ کیا گزری تم سے جدا ہوتے ہی سخت عذاب میں پھنس گیا ہوں ماسوائے اس کے کہ ثُویبہ کو آزاد کرنے کے باعث اس میں سے مجھے پانی پلایا جاتا ہے۔'
بخاری کتاب النکاح باب وامہاتکم التی ارضعنکم؛

میلاد کی خوشی مخالفین کی کتب سے اور عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نجدی متوفی ۱۲۴۲ھ

حال ہی میں پاکستان کے غیر مقلدین نے سعودی عرب کی امداد سے محمد بن عبدالوہاب نجدی کے لڑکے عبداللہ کی کتاب ,,مختصر سیرت رسول ﷺ،، شائع کی ہے اور اس کو مفت تقسیم کیا جارہا ہے اور اس کتاب کے ٹائٹل پر کتاب شائع کرانے والے کا نام بھی لکھا ہوا ہے علی نفقة الشیخ ابراهیم بن علی الناصر (باہتمام حافظ عبدالغفور محمد اسماعیل رحیمی جامعۃ العلوم الاثریہ جہلم-پاکستان ،احمد شاکر صاحب المکتبہ السلفیہ لاہور-پاکستان)

وقد روی ابو لهب بعد موته فی النوم فقیل له ما حالك فقال فی النار الا انه خفف عنی کل اثنین وامص من بین اصبعی هاتین ماء واشار براس اصبعه وان ذلك باعتاق ثویبة عند ما بشرتنی بولادة النبی ﷺ وبارعها له قال ابن الجوزی فاذا کان هذا ابو لهب کافر الذی نزل القرآن بذمه جوزی بفرحه لیلة مولد النبی ﷺ فَمَا حالُ المُسلمِ المُوَحِّدِ مِنْ اُمَّتِهِ یُسِرُّ بِمَوْلِدِهِ

اس عبارت کا ترجمہ یہ ہے۔,,ابولہب کو اُس کے مرنے کے بعد خواب میں دیکھا گیا تو اُسے پوچھا گیا کہ تیرا کیا حال ہے؟ وہ بولا میں تو آگ میں ہوں تاہم ہر پیر (سوموار) کو میرے عذاب میں تخفیف کردی جاتی ہے اور اُنگلی سے اشارہ کرتا ہوا کہنے لگا (کہ ہر پیر کو) میری ان دو انگلیوں کے درمیان سے پانی (کا چشمہ) نکلتا ہے جسے میں پیتا ہوں اور مجھے یہ تخفیف اس وجہ سے ملتی ہے کہ میں نے ثُویبہ کو آزاد کیا تھا جب اُس نے مجھے حضور ﷺ کی ولادت کی خبر دی تھی،،

عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نجدی آگے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے امام ابن جوزی کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

جب ابولہب جیسے کافر کا یہ حال ہے، جس کے بارے میں قرآن میں مذمت نازل ہوئی کہ اُس کو حضور ﷺ کی میلاد کی رات خوشی کرنے پر یہ جزاء (عذاب سے تخفیف) دی جاتی ہے تو اُس توحید کو ماننے والے مسلمان امتی کا کیا حال ہوگا جو آپ ﷺ کے میلاد کی خوشی منائے۔(مختصر سیرۃ الرسول ﷺ ص ۱۳)

اس عبارت کے بعد شارح بخاری علامہ قسطلانی نے مواہب اللدنیہ میں اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اپنی کتاب "ماثبت بالسنۃ،، میں جس کا ترجمہ شیخ اقبال الدین احمد دیوبندی نے کیا ہے اور اُس پر مقدمہ مفتی شفیع دیوبندی نے لکھا ہے اور یہ کتاب مکتبہ الکوثر مدینہ منورہ سے ,, مومن کے ماہ وسال،، کے نام سے بک رہی ہے اس کے ص ۸۴، ۸۵ پر عبداللہ کی مختصر سیرت رسول ﷺ والی عبارت نقل کر کے ابن جوزی کی پوری عبارت نقل کی ہے جس کا ترجمہ یہ ہے "تو اُس توحید کو ماننے والے مسلمان امتی کا کیا حال ہوا جو آپ ﷺ کے میلاد کی خوشی منائے اور اپنی وسعت کے مطابق رسول اللہ ﷺ کی محبت میں صدقہ وخیرات کرے تو اُس کی جزا کا کیا عالم ہوگا! اللہ تعالی سے توقع ہے کہ اُس کی جزا یہ ہوگی کہ اللہ تعالی اُس کو اپنے فضل وکرم سے جنت میں داخل فرمائے گا۔

ان تمام محدثین ومفسرین فقہاء کرام ابن جوزی اور شیخ عبداللہ کی ان تصریحات سے معلوم ہوا حضور ﷺ کی آمد کی خوشی منانے والے سچے پکے مسلمان موحد ہیں اور جو ولادت مصطفی ﷺ کی خوشی منائے اُسے مشرک بدعتی نہیں کہا جاسکتا بلکہ اُس کو انعام اور اجر عظیم ملے گا جب کہ کافر بھی خوشی منائے تو اُسے محروم نہیں رکھا جاتا۔

یہ دربار محمد ﷺ ہے یہاں اپنوں کا کیا کہنا
یہاں سے ہاتھ خالی غیر بھی جایا نہیں کرتے

☆

نثار تیری چہل پہل پر ہزار عیدیں ربیع الاول
سوائے ابلیس کے جہاں میں سبھی تو خوشیاں منا رہے ہیں
شب ولادت میں سب مسلماں نہ کیوں کریں جان و مال قرباں
ابولہب جیسے سخت کافر خوشی میں جب فیض پا رہے ہیں

امام الوہابیہ ابن تیمیہ اور محفل میلاد: ابن تیمیہ لکھتے ہیں :-وَكَذٰلِكَ مَا يُحْدِثُهُ بَعْضُ النَّاسِ اِمَّا مُضَاهَاةً لِلنَّصَارٰى فِي مِيْلَادِ عيسى عليه السلام وَاِمَّا مُحَبَّةً لِلنَّبِيِّ ﷺ وَتَعْظِيْمًا لَهُ وَاللّٰهُ قَدْ يُثِيْبُهُمْ عَلٰى هٰذِهِ الْمُحَبَّةِ وَالْاِجْتِهَادِ......)

اسی طرح بعض لوگوں نے محفل میلاد کی ایجاد کی ہے اور وہ دو حال سے خالی نہیں یا تو عیسائیوں کی مشابہت سے ہوگی جیسے وہ حضرت عیسی علیہ السلام کا میلاد کرتے ہیں یا نبی کریم ﷺ کی محبت میں ہوگی اور آپ ﷺ کی تعظیم کے لیے اور اللہ تعالی ان کو اس محبت اور اجتہاد پر ثواب عطا فرمائے گا۔(اقتضاء الصراط المستقیم طبعہ دار الحدیث ص ۲۶۶)

علمائے دیوبند کے پیرومرشد حاجی امداداللہ مہاجر مکی کا فیصلہ: حاجی صاحب فرماتے ہیں:- اور مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولد میں شریک ہوتا ہوں بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف ولذت پاتا ہوں۔(فیصلہ ہفت مسئلہ ص ۵)

حاجی صاحب فرماتے ہیں:- ہمارے علماء مولد شریف میں بہت تنازعہ کرتے ہیں تاہم علماء جواز کی طرف بھی گئے ہیں جب صورت جواز کی موجود ہے پھر کیوں ایسا تشدد کرتے ہیں اور ہمارے واسطے اتباع حرمین کافی ہے البتہ وقت قیام کے اعتقاد تولد کا نہ کرنا چاہیئے اگر احتمال تشریف

آوری کا کیا جائے تو مضائقہ نہیں کیونکہ عالم خلق مقید بزمان ومکان ہے لیکن عالم امر دونوں سے پاک ہے پس قدم رنجہ فرمانا ذات بابرکات کا بعید نہیں۔ (شمائم امدادیہ ص۵۰)

حاجی صاحب فرماتے ہیں:- مولد شریف تمام اہل حرمین شریف کرتے ہیں اسی قدر ہمارے واسطے حجت کافی ہے اور حضرت رسالت پناہ کا ذکر کیسے مذموم ہوسکتا ہے البتہ جو زیادتیاں لوگوں نے اختراع کی ہیں نہ چاہیے اور قیام کے بارے میں کچھ نہیں کہتا ہاں مجھ کو ایک کیفیت قیام میں حاصل ہوتی ہے۔ (شمائم امدادیہ ص۴۷)

حاجی صاحب کا یہ بہت ایمان افروز ارشاد ہے:- اگر کسی عمل میں عوارض غیر مشروع لاحق ہوں تو ان عوارض کو دور کرنا چاہیے نہ یہ کہ اصل عمل سے انکار کردیا جائے ایسے امور سے انکار کرنا خیر کثیر سے باز رکھنا ہے جیسے قیام مولد شریف اگر بوجہ آنے نام آنحضرت ﷺ کے کوئی شخص تعظیما قیام کرے تو اس میں کیا خرابی ہے جب کوئی آتا ہے تو لوگ اُس کی تعظیم کے واسطے کھڑے ہوجاتے ہیں اگر سردار عالم وعالمیاں (روحی فداہ) کے اسمِ گرامی کی تعظیم کی گئی تو کیا گناہ ہوا۔ (شمائم امدادیہ ص ٦٨)

اشرف علی تھانوی نے آخری جملہ ,,اسمِ گرامی کی تعظیم کی گئی تو کیا گناہ ہوا،، پر حاشیہ لکھا ہے

اقول: البتہ اصرار کرنا کہ تارکین سے نفرت کرنا زیادتی ہے۔ (امدادالمشتاق ص ۸۸)

اور میں کہتا ہوں کہ اس سے بھی بڑی زیادتی یہ ہے کہ محفلِ میلاد کو بدعت سیۂ قرار دیا جائے اور میلاد شریف کرنے والوں سے نفرت کی جائے اور انہیں اہلِ بدعت کے نام سے پکارا جائے۔

سردار اہل حدیث نواب صدیق حسن بھوپالی کی شہادت

اب غیر مقلدین حضرات کے جد امجد اور شیخ الاسلام نواب صدیق حسن بھوپالی کی گواہی پیش کی جاتی ہے تا کہ منکرین میلاد شریف اپنے عقائد پر نظر ثانی فرمائیں۔ نواب صاحب لکھتے ہیں:- جس کو حضرت کے میلاد کا حال سن کر فرحت حاصل نہ ہو اور اس نعمت کے حصول پر خدا کا شکر نہ کرے وہ مسلمان ہی نہیں۔ (الشمامۃ العنبر یہ ص۱۲)

نواب صاحب مزید لکھتے ہیں:- اس میں کیا بُرائی ہے کہ اگر ہر روز حضرت کا ذکر نہیں کر سکتے تو ہر اسبوع یا ہر ماہ میں اس کا التزام کرلیں کہ کسی نہ کسی دن بیٹھ کر ذکر یا وعظ سیرت وولادت ووفات آنحضرت ﷺ کا کریں پھر ایام ماہ ربیع الاوّل کو بھی خالی نہ چھوڑیں۔ (الشمامۃ العنبر یہ ص۵)

الشمامۃ العنبر یہ وہ کتاب ہے جس کو دیوبندی مکتب فکر کے حکیم الامت اشرف علی تھانوی نے مستند قرار دیا ہے۔ (نشر الطیب ص ۱۰)

لہذا اب دیوبندیوں اور اہل حدیث حضرات کو میلاد کا ذکر سن کر خوش بھی ہونا چاہیے کیونکہ جو خوش نہ ہو وہ مسلمان ہی نہیں اور روزانہ محفل میلاد کا انعقاد بھی کرنا چاہیے اگر روزانہ نہیں تو ہفتہ وار محفل میلاد ضرور ہونی چاہیے۔ جو میلاد منانے والوں کو مشرک کہتے ہیں ان کو چاہیے کہ پہلے اپنے گھر کی خبر لیں ان کا شرک کا فتویٰ سب سے پہلے ان کے اکابر علماء پر لگے گا۔ اگر وہ مشرک نہیں اگر وہ مشرک نہیں تو ہم کیسے مشرک ہوگئے۔

اہل اسلام کا دائمی عمل: شارح بخاری امام قسطلانی فرماتے ہیں

وما زال اهل الاسلام يحتفلون بشهر مولده عليه السلام

نبی ﷺ کے میلاد کے مہینہ میں اہل اسلام ہمیشہ محفل میلاد منعقد کرتے ہیں دعوت کا اہتمام کرتے ہیں اور میلاد کی راتوں میں صدقہ وخیرات کرتے ہیں خوشی اور مسرت کا اظہار کرتے ہیں اور نیکیوں میں زیادتی کرتے ہیں میلاد شریف پڑھتے ہیں اور میلاد شریف کی برکات سے ان پر اللہ تعالیٰ کا فضل عام ہوتا ہے اور محفل میلاد کے خواص میں سے یہ ہے کہ اس سال امان رہتی ہے اور مطلوب کی بشارت جلد مل جاتی ہے اللہ تعالیٰ اُس شخص پر رحمت فرمائے جس نے میلاد شریف کے مہینہ کی راتوں کو عید بنا دیا تا کہ جن لوگوں کے دلوں میں بغض رسالت کی بیماری ہے وہ اور بڑھ جائے۔(مواہب اللدنیہ ج۱ص۲۷)

علامہ قسطلانی کے حوالے سے اس عبارت کو علامہ حسین بن محمد دیار بکری نے ''تاریخ الخمیس،، میں اور علامہ ابن عابدین شامی نے ''شرح المولد لا بن حجر،، میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے ''ماثبت بالسنۃ،، میں بیان کیا ہے۔

میلاد النبی ﷺ پر جھنڈوں کا ثبوت: رسول اللہ ﷺ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اللہ تعالیٰ میری آنکھیں روشن کر دیں حجابات اُٹھ گئے میں نے اُس وقت زمین کے مشرق ومغرب کو دیکھ لیا میں نے تین جھنڈے نصب کیے ہوئے دیکھے ایک مشرق میں ایک مغرب میں اور ایک کعبہ کی چھت پر۔(خصائص کبری، مواہب اللدنیہ)

روح الامیں نے گاڑا کعبہ کی چھت پر تا عرش اُڑا پھریرا صبح شب ولادت

جب حضور ﷺ کی والدہ کی یہ شان ہے کہ مکہ میں رہ کر مشرق ومغرب کو دیکھ لیا تو اس آنے والے نور کی نگاہ کا عالم کیا ہوگا جس نے رب کائنات کو دیکھا۔

میلاد النبی پر لائٹنگ کا قدرتی انتظام: حضرت عثمان بن ابی العاص ثقفی سے روایت ہے کہ میری والدہ بیان کرتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی ولادت کے وقت آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے پاس موجود تھی گھر میں ہر طرف نور ہی نور نظر آرہا تھا اور میں ستاروں کی طرف دیکھتی تو وہ مجھے بہت قریب نظر آتے یہاں تک کہ مجھے ایسا لگتا تھا کہ وہ مجھ پر گر پڑیں گے جب آپ ﷺ کی پیدائش ہوئی تو حضرت آمنہ کے بطن سے ایک ایسا نور طلوع ہوا جس سے سارا گھر روشن ہو گیا اور ہر طرف نور ہی نور ہو گیا۔(خصائص کبری، مواہب اللدنیہ)

جہاں تاریک تھا ظلمت کدہ تھا سخت کالا تھا
کوئی پردے سے کیا نکلا کہ گھر گھر میں اُجالا تھا

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

وَرُؤْيَا أُمِّي الَّتِيْ رَأَتْ أَنَّهُ خَرَجَ مِنْهَا نُوْرٌ أَضَاءَ تْ لَهُ قُصُوْرُ الشَّامِ.

میں اپنی والدہ ماجدہ کا وہ نظارہ ہوں جو انہوں نے میری پیدائش کے وقت دیکھا تھا، ان سے ایک ایسا نور نکلا تھا جس سے اُن کے لئے شام کے محلات روشن ہو گئے تھے۔ احمد حدیث (۱۶۷۱۲) مشکوۃ حدیث:۵۷۵۹ کتاب الفضائل باب فضائل سید المرسلین)

Monthly Mujjalah **AL-HAQIQA** January 2013 Reg.No. C.P.L.169

